REGD. E. P. No 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے ممالک غیر ۱۲ روپے فی پرچہ ۲/

تواریخ اشاعت — ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ —

جلد ۴ | ۱۴ شہادت ۱۳۳۴ ہش - ۱۴ اپریل ۱۹۵۵ء | نمبر ۱۴

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاعات

کراچی ۲ اپریل بوقت بارہ بجے دوپہر، حضور کل دن بھر مصروف رہے۔ رات آرام سے گذری آج صبح حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ نسبتاً پُرسکون ہے۔

۳ اپریل۔ ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر، کل دن کے وقت حضور کی طبیعت کسی قدر ناساز رہی۔ مگر رات بفضلہ تعالیٰ آرام سے گذری۔ اور حضور کو اچھی نیند آگئی۔ آج صبح حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

۴ اپریل۔ (بعد دوپہر) حضور کو آج پھر دل کی تکلیف کا دورہ ہوا ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ یہ دل کی اندرونی تکلیف نہیں ہے۔ بلکہ خارجی اثر کے ماتحت ہے۔ ایک خصوصی ماہر ڈاکٹر کو بلایا گیا ہے۔

۵ اپریل۔ حضور کو کل شام دل کی کمزوری محسوس ہوئی ۴ گھنٹہ کے قریب بے چینی رہی۔ ڈاکٹر بھی تشریف لائے۔ اور یہ رائے ظاہر کی حضور کی صحت نے کراچی کے ایک ہفتہ قیام میں کافی ترقی کی ہے۔ رات بھر آرام رہا آج صبح طبیعت بہتر ہے۔

۶ اپریل ۲ بجکر ۲۰ منٹ بعد دوپہر، کل حضور کی طبیعت بہتر رہی سوائے اس کے کہ شام کے وقت کچھ بے چینی پیدا ہوگئی۔ مگر رات آرام سے گذری اور آج صبح حضور اپنی طبیعت بہتر محسوس کرتے ہیں (الفضل)

احباب جماعت اپنے مقدس امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مجوزہ سفر یورپ

اور

جماعت کو خاص دعاؤں کی تحریک

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سفر یورپ کے ارادہ سے کراچی تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اور وہاں سے انشاء اللہ عنقریب یورپ روانہ ہو جائیں گے۔ جماعت کے دوستوں کو اس موقعہ پر خصوصیت کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ مقدر ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے حضور کو خیریت کے ساتھ لے جائے اور پوری طرح صحت یاب کر کے کامیاب اور بامراد واپس لے آئے اور حضور کے اس سفر کو دین و دنیا اور ظاہر و باطن اور حال و مستقبل کے لحاظ سے مفید اور بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

جیسا کہ میں نے اپنے ایک سابقہ اعلان میں ذکر کیا تھا حضور کی یہ بیماری اعصابی نوعیت کی ہے جو کثرت کار اور کثرت افکار کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔ بعض ڈاکٹر صاحبان اسے پورا فالج تو نہیں مگر فالج کی ایک ہلکی اور جزوی قسم جسے انگریزی میں پیریسز (Paresis) کہتے ہیں قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ کراچی کے ڈاکٹروں کی تشخیص بھی یہی ہے کہ یہ فالج (یعنی Paralysis) نہیں ہے بلکہ پیریسز (Paresis) ہے۔ لیکن بعض ڈاکٹر اسے مطلقاً فالج قرار دیتے ہی نہیں۔ بلکہ ایک خاص نوع کی اعصابی تکلیف قرار دیتے ہیں جو کثرت کار اور کثرت افکار کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ بہر حال بیماری کی جو بھی نوعیت ہو ہر دو تشخیصوں کے لحاظ سے اسوقت حضور کو آکمل کامل جسمانی اور دماغی سکون کی ضرورت ہے۔ اس لئے دوستوں کو دعاؤں کے علاوہ یہ بھی احتیاط رکھنی چاہئیے کہ ان ایام میں حضور کی خدمت میں کوئی ایسا خط یا رپورٹ نہ بھجوائی جائے جو کسی جہت سے فکر اور تشویش پیدا کرنے کا موجب ہو۔ کیونکہ موجودہ حالت کا یہ تقاضا ہے کہ ان ایام میں تمام فکروں اور بوجھوں کو جماعت خود اپنے سر اور کندھوں پر لے لے اور اپنے امام کو ڈاکٹری مشورہ کے مطابق ہر قسم کے فکر اور تشویش سے آزاد رہ کر سکون حاصل کرنے کا موقعہ دے۔ امید ہے کہ سب دوست اس پہلو کو خصوصیت کے ساتھ مدنظر رکھ کر حضرت صاحب کی صحت کی بحالی میں عملاً ہاتھ بٹاتے ہوئے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

اس موقعہ پر میں احباب کی خدمت میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ تاریخ اور ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح سے پتہ چلتا ہے۔ ایسے موقعوں پر جب کہ امام کسی دور دراز کے سفر پر ہو بیرون از جماعت مخالفین اور اندرون جماعت منافقین امام کی غیر حاضری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مختلف قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنے برپا کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم کے سفر تبوک کے موقعہ پر ہوا۔ اس لئے احباب جماعت کو عموماً اور امراء جماعت اور صدر صاحبان کو خصوصاً اس امکانی خطرے کی طرف سے بھی ہوشیار رہنا چاہئیے اور اپنے مخصوص اتحاد اور قربانی اور جوش اور احساس ذمہ داری اور بیدار مغزی سے ثابت کر دینا چاہئیے کہ کوئی اندرونی یا بیرونی خطرہ انہیں خدا کے فضل سے غفلت کی حالت میں نہیں پا سکتا اور نہ ان کے پائے ثبات میں کسی قسم کی لغزش پیدا کر سکتا ہے۔ بعض مخالفین ابھی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پیش آمدہ سفر کے متعلق بعض جھوٹی اور بے بنیاد افواہیں مشہور کر رہے ہیں بلکہ بعض افواہوں کو اخباروں تک میں بھی جگہ دے کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس قسم کی افواہوں کے متعلق بھی جماعت کے ذمہ وار طبقہ بلکہ ہر احمدی کو ہوشیار رہنا چاہئیے۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے۔ حضور کا یہ سفر علاج اور صحت کی غرض سے ہے اور ایسے موقعہ پر عزیزوں کی معتد بہ تعداد اور مناسب عملہ کو ساتھ لے جانے کا خیال آنا ایک طبعی امر ہے۔ اور اب تو ابتدائی تجویز شدہ تعداد میں آخری نظر ثانی کے وقت کافی کمی بھی کی جا رہی ہے۔ بہر حال اس قسم کے سفر کو جو خالصۃً علاج اور صحت کی غرض سے اختیار کیا جا رہا ہے بے بنیاد افواہوں کا نشانہ بنانا اس گندی ذہنیت کا مظہر ہے جو بدقسمتی سے ملک کے ایک طبقہ میں ہمارے متعلق پائی جاتی ہے۔ مگر یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ خدا کے فضل سے ملک کا شریف اور سمجھدار طبقہ اس قسم کے خلاف اخلاق رحجانات سے پاک ہے اور بعض عقائد میں اختلاف کے باوجود ہمارے ساتھ انصاف اور ہمدردی کا رویہ رکھتا ہے۔ چنانچہ موجودہ بیماری میں بھی کثیر التعداد غیر احمدی اصحاب نے حضرت صاحب کی عیادت میں حصہ لیتے ہوئے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہمارا اور سب بہی خواہان ملک و ملت کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

(خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء)

صدر انجمن احمدیہ قادیان کی غیر نکاسی جائداد

اور

قادیان کی پرشارتھی سیوک سبھا

(از مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ و خارجہ قادیان)

ہم اخبار بدر کی گذشتہ اشاعت اور اس سے قبل بھی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ایک مذہبی اور خیراتی ہے۔ اور اپنے بائی لاز کے مطابق اس وقت سے اب تک مسلسل کام کر رہی ہے۔ اور ایسی سوسائیٹیوں اور اداروں کی جائدادوں کے معاملہ بادی ہے جو سوسائیٹیز ایکٹ آف ۱۸۶۰ء کے تحت ۱۹۰۶ء سے رجسٹرڈ شدہ ہے۔ اور اپنے بائی لاز کے مطابق اسی وقت سے اب تک مسلسل کام کر رہی ہے۔ اور ایسی Trust سوسائیٹیوں اور اداروں کی جائیدادوں کا معاملہ (Evacuee Property Act) کی دفعہ ۱۱ کے ماتحت کسٹوڈین کے دائرہ اختیار سے باہر ہے

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہے باہر ہے کیونکہ ایسے اداروں کی جائداد پر کسی فردواحد یا افراد کا ذاتی قبضہ و تصرف نہیں ہوتا بلکہ سوسائٹی کے منظور شدہ اغراض و مقاصد کے مطابق اخراجات کئے جاتے ہیں صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی مندرجہ بالا اصول کے ماتحت تقسیم ملک سے ۱۶ سال قبل اور اس کے بعد عرصہ آٹھ سال سے باقاعدہ جاری ہے۔ اس انجمن کے ممبران انجمن کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ اور کسی وجہ سے بھی ممبران MEMBERS کی تبدیلی انجمن کے وجود پر کبھی اثر انداز نہیں ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ انجمن کے ممبر کی حیثیت سے انجمن کی املاک پر کسی ممبر کا تصرف نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کسی قسم کا ذاتی فائدہ انجمن کے فنڈ سے حاصل کرنے کا جواز پیدا ہوتا ہے بلکہ سوسائٹی کا ممبر ایک آنریری خادم ہوتا ہے جس پر مختلف حالات میں ضروریات سلسلہ کے مطابق تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں

بعض افراد نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے متعلق غلط طور پر تشریح کر کے حقیقت حال سے ناواقف افراد میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی کہ انجمن احمدیہ کے صدر جماعت کے خلیفہ ہیں۔ اور اُن کے تقسیم ملک پر پاکستان چلے جانے سے انجمن خود بخود EVACUEE ہو جاتی ہے۔ حالانکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے الفاظ میں صدر کا لفظ کبھی بھی PRESIDENT کے مفہوم کے لئے ادا نہیں ہوا بلکہ اس کا مطلب ہمیشہ "مرکزی انجمن احمدیہ قادیان" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہ پراپیگنڈا کرنے والے افراد بھی غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ کہ انجمن کے صدر جماعت احمدیہ قادیان کے خلیفہ تقسیم سے قبل تھے کہ اُن کے چلے جانے سے انجمن کے EVACUEE قرار دیئے جانے کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔

اس قسم کے بے بنیاد اور خلاف واقعہ وجوہات کی بناء پر شروع ۱۹۵۱ء میں محکمہ کسٹوڈین کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خلاف نوٹس جاری ہو کر تقریباً دو سال تک مقدمہ جاری رہا ہے جو ضلع کے اسسٹنٹ کسٹوڈین صاحب سے لے کر ہندوستان کے کسٹوڈین جنرل تک پہنچا اور نہایت گہری چھان بین اور تحقیق کے بعد اور انجمن کے تسلسل اور [illegible] وغیرہ کے متعلق پوری پڑتال کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان چونکہ EVACUEE نہیں ہے۔ اس لئے اس کے خلاف مقدمہ خارج کیا جاتا ہے۔ اور اس کی بنکوں میں رُکی ہوئی رقم واپس کی گئی۔

مندرجہ بالا فیصلہ کی رو سے یہ بات سب پر پوری طرح عیاں ہو گئی تھی۔ کہ انجمن احمدیہ قادیان کی تمام جائداد نکاسی قرار نہیں دی جا سکتی۔ اس فیصلہ کے بعد جبکہ گذشتہ چند مہینوں سے حکومت نے تخلیہ شدہ جائیدادوں کی نیلامی یا مستقل الاٹمنٹ کا اعلان فرمایا۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے فیصلہ شدہ جائز حق کے تحفظ کی خاطر اپنی جائدادوں کی ایک فہرست کسٹوڈین صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ کہ حکومت اپنے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے ہمارے ثابت شدہ اور تسلیم شدہ حق کو محفوظ کر سکے۔ اور انجمن کی جائیدادوں کو انجمن کے حق میں واگذار کر سکے۔

ہمارے اس مطالبہ میں خاص قادیان میں قریباً چالیس مکانات بشمول بلڈنگ ہائے کالج دو سکول اور ہسپتال بھی تھے۔ اور چند ایک سفید زمین کے پلاٹ ہیں۔ اس جائداد کے انجمن کے حق میں واگذار ہونے کے نتیجہ میں متعلقہ افراد اور اداروں کے منتظمین افراد کو تشویش کا ہونا ایک قدرتی امر تھا اور ہے۔ کیونکہ جو ادارے یہاں قائم ہوئے یا جو ریفیوجی صاحبان تقسیم ملک کے بعد لٹ کر یہاں آباد ہوئے۔ اُن کو اس فیصلہ سے تکلیف اور پریشانی کا لاحق ہونا ضروری تھا۔ لیکن اس تکلیف اور پریشانی کا حل کرنا جہاں قانونی اعتبار سے حکومت کے ذمہ ہے وہاں ایسے افراد کی اخلاقی مدد اور عملی ہمدردی کرنا ہر شہری کا فرض تھا اور ہے۔ ایسی تشویش کا حل کرنے کے لئے جہاں شہر کے دیگر افراد کی کمیٹی مشورہ کے لئے بلوائی گئی تھی۔ اگر اس مشورہ اور صلاح میں ہمیں بھی شریک کر لیا جاتا اور ہم پر اعتماد کرتے ہوئے ہمارے معزز غیر مسلم دوست ہم سے بھی مشورہ کرنا اپنی مصلحت کے منافی خیال نہ فرماتے تو اس کے دو بڑے فائدے ہو سکتے۔ ایک تو ایسے افراد جو ہمیشہ مقامی فضاء کو مکدر کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ جو ایسے مواقع کو اپنا ذریعہ معاش سمجھتے ہیں اُن کو ہماری جائیدادوں کے کلیم کے متعلق مبالغہ آمیز بیانات دیکر پبلک کو بے وجہ پریشان کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔

دوسرے جس حد تک بھی انجمن احمدیہ کی جائیدادوں کی بحالی کی وجہ سے ریفیوجی دوستوں اور اداروں پر اثر پڑنے کا حقیقی خدشہ ہوتا اُس کو زیادہ سے زیادہ کم کرنے کے لئے جو عملیہ تجویز ہماری سمجھ میں آتی ہم بھی پبلک کے نمائندوں کے سامنے رکھ سکتے اور تمام معاملہ ایک خوشگوار فضاء اور برادرانہ ماحول میں حل ہونے اور کرنے کے اسباب پیدا ہو جاتے۔ لیکن ہم نہایت دکھ کے ساتھ یہ بات لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ باوجود ہمارے تعاون اور محبت کا ہاتھ بڑھانے کے اور اس بات کا اظہار کرنے کے کہ ریفیوجی دوستوں کو اُن کے گھروں اور اداروں کے متعلق غیر حقیقی خطرہ کے پروپیگنڈے سے مسموم کیا جانا نامناسب ہے۔ اور بعض افراد ذاتی وجوہات کی بناء پر غلط فہمی کے باعث یا شرارت کی نیت سے اس بارہ میں غیر ضروری طور پر مبالغہ سے کام لے کر ہمارے خلاف محاذ تیار کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے افراد کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمارے دوستوں نے ہماری آواز پر پوری توجہ نہ دی۔ جس کا ہمیں افسوس ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مکرم باوا ہرکشن سنگھ صاحب۔ جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب۔ جناب گیانی لابھ سنگھ صاحب فخر۔ جناب باوا بلونت سنگھ صاحب۔ اور جناب سردار سنتوکھ سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر جیسے شرفاء اور سنجیدہ طبع دوست کبھی یہ خیال نہیں کر سکتے۔ کہ قادیان کی فضاء جو اُن کی ایک عرصہ کی جدوجہد سے درست ہوئی ہے پھر فرقہ پرستی اور مذہبی منافرت کی وجہ سے مکدر ہو۔ چنانچہ ہمیں خوشی ہے۔ کہ جناب باوا ہرکشن سنگھ صاحب نے کل مورخہ ۱۰ ۵۵ کے جلسہ میں اپنی تقریر میں خاص طور پر حاضرین کو پُرامن رہنے کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ لیکن جب بعض افراد کو ایک پُر غلط اور بے بنیاد اور مبالغہ آمیز پراپیگنڈا کرنے کا موقعہ میسر ہو۔ اور وہ ایسے ذرائع استعمال کر سکتے ہوں جن میں حکومت کے عدالتی فیصلہ کے خلاف پبلک کو بھڑکایا اور غیر آئینی طریق اختیار کرنے کے لئے بھی اُکسایا جا رہا ہو تو ایسے ماحول میں امن کی تلقین عوام پر کم اثر انداز ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ جناب گاندھی جی کی تلقین کے باوجود ایک تشدد پسند طبقہ پیدا ہو گیا تھا اور تقسیم ملک کے وقت بھی لیڈروں کے روکنے کے باوجود عوام نے جو کچھ کیا ظاہر ہے۔

پس نہایت ہی ادب کے ساتھ ہم پرشانتی کمیٹی کے لیڈران کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ایسے آئینی اور پُرامن طریق کو اختیار فرما دیں جو فضا کو مکدر کرنے کے خدشات کا حامل نہ ہو۔

حکومت کا قانون اور فیصلہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اور اس پر اُن کو اپیل کا حق اگر باقی ہو تو اس میں کوئی روک یا اعتراض والی بات نہیں ہے۔ اس طرح اگر حکومت کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے وہ اپنی مشکلات کے ازالہ کے لئے ہم سے مشورہ اور مفاہمت کرنے کو مصلحت کے خلاف نہ سمجھیں تو ہم کشادہ دلی کے ساتھ اُن کے ایسے قدم کا خیر مقدم کر کے ہر رنگ میں امداد کے لئے تیار ہیں جس سے اُن کے خدشات کا ازالہ ہو سکے۔ لیکن جلسوں اور ہڑتالوں سے حکومت کو مرعوب کرنا یا حقیقت حال اور قانون سے ناواقف پبلک کو نامناسب رنگ میں متاثر کر کے فضاء کو مکدر کرنے کی کوشش کرنا ہمارے نزدیک کوئی احسن قدم نہیں ہے۔

ہماری دلی خواہش اور کوشش ہے کہ قادیان کی فضاء کو درست رکھا جائے۔ اور اپنے غیر مسلم دوستوں سے محبت کے تعلقات کو بدستور عمدہ رنگ میں قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن سعی کی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے غیر مسلم ذمہ دار دوست بھی اس نقطہ کو سمجھتے ہوئے اور پوری اہمیت دیتے ہوئے اپنے طریق عمل پر نظر ثانی کریں گے۔ تاکہ وہ کسٹوڈین جنرل صاحب کے حقیقت پسندانہ فیصلہ پر غور کر کے بجائے جائز مطالبات اور حقوق کے راستے میں روک بننے کی بجائے ان کے حصول میں ہماری امداد فرماویں۔ کیونکہ سیکولر حکومت کے اصولوں کے مطابق عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایک کمیونٹی کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔

اخبار احمدیہ قادیان

۷ اپریل۔ ملک صلاح الدین صاحب نے پریس کانفرنس طلب کردہ جناب ڈی سی صاحب بمقام گورداسپور میں شمولیت کی اور ۹ اپریل کو بکار سلسلہ جالندھر تشریف لے گئے۔

۱۰ اپریل۔ کل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادہ محترم مرزا حنیف احمد صاحب ربوہ واپس تشریف لے گئے۔ اور دوسرے صاحبزادہ محترم مرزا طاہر احمد صاحب آج ربوہ سے زیارت قادیان کے لئے وارد دارالامان ہوئے۔ غالباً آپ بھی حضور کے ہمراہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے یورپ تشریف لے جائینگے۔ ۱۳ اپریل مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعۃ المبشرین زیارت قادیان کے لئے تشریف لائے

جلسہ سالانہ ۱۹۵۹ء میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر

(فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۹ء تقریر نویس مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

(قسط سوم)

جماعت احمدیہ کی خواتین سے خطاب

فرمایا:۔

دوسری چیز

جس کی طرف میں عورتوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ وہ پردہ ہے۔ پرانے زمانہ میں پردہ کو اتنی بھیانک صورت دے دی گئی تھی۔ کہ وہ ایک اچھا خاصہ قید خانہ تھا۔ پردہ نہیں تھا۔ حالانکہ اسلامی تاریخ میں اس قسم کے پردے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ نہ تو اسلامی تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں گھروں میں بیٹھی رہتی تھیں۔ نہ اسلامی تاریخ سے یہ ثبوت ملتا ہے۔ کہ وہ کسی مرد سے کسی صورت میں بھی کلام نہیں کرتی تھیں۔ نہ اسلامی تاریخ سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ اپنے منہ کو اس طرح بند کرتی تھیں کہ ان کے لئے سانس لینا مشکل ہو جاتا تھا۔ لیکن پردہ پھر بھی تھا۔ مگر آج کل

اس کا ردِ عمل

ایسا ہوا ہے۔ اور پردہ کی شکل کو ایسا بدل دیا گیا ہے کہ یہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ ہم پردہ کس چیز کا نام رکھیں۔ مسلمان عورتیں پارٹیوں میں بھی شامل ہوتی ہیں۔ گانے بھی گاتی ہیں۔ مردوں کے ساتھ مصافحے بھی کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ خوب باتیں بھی کرتی ہیں۔ اُن کے سٹیجوں پر جا کے تقریریں بھی کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں۔ اور پھر کہا یہ جاتا ہے کہ

یہ اسلامی پردہ ہے

یہ اسلامی پردہ ہے تو غیر اسلامی پردہ کونسا ہوتا ہے۔ آیا غیر مسلم عورتیں ننگی پھرا کرتی ہیں۔ جس حد تک آج کل ہماری وہ عورتیں جو باہر جاتی ہیں لباس پہنتی ہیں وہی یورپین عورتیں بھی پہنتی ہیں۔ جس حد تک یہ سوسائٹی میں شامل ہوتی ہیں۔ اسی حد تک عیسائی عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ پھر پردہ کونسا ہوا۔ آخر ایک لفظ کا تو قرآن سے پتہ لگتا ہے۔ اور اس کے کوئی معنے ہونگے۔

وہ کیا معنے ہیں؟

جو بھی اس کے وہ معنے کرتے ہیں آیا اس پر وہ عمل کرتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر اور نہیں تو جبلو اتنا ہی عمل کرنا شروع کر دو۔ پھر آگے چل پڑیں گے۔ مثلاً یورپ میں جو عورتیں ہمارے ذریعہ سے مسلمان ہوتی ہیں۔ یا امریکہ میں ہوتی ہیں۔ یا انڈونیشیا میں ہوتی ہیں۔ (انڈونیشیا والے گو مسلمان ہیں۔ لیکن ان کے ہاں بھی پردہ ایسا ہی ہے جیسے یورپ اور امریکہ میں) تو ان سے ہم یہ نہیں کہتے کہ تم فوراً پردہ شروع کر دو۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ ان کو نسلاً بعد نسل

بے پردگی کی عادت

پڑی ہوئی ہے۔ اُن کے مکان ایسے بنے ہوئے ہیں۔ کہ اگر ان میں وہ پردہ کریں تو بیمار پڑ جائیں۔ اور پھر ان کی سوسائٹی کی حالت اس قسم کی ہے کہ اگر وہ اس قسم کا پردہ کریں۔ تو انہیں فاقے آنے شروع ہو جائیں۔ جیسے ہمارا زمیندار ہوتا ہے۔ اس کی بیوی جب تک کھیت میں جا کر کام نہیں کرتی۔ اس کی زمینداری چلتی نہیں۔ ہم اس کو کبھی نہیں کہتے کہ تو شہری عورتوں والا پردہ کر یا دوسری پڑھی لکھی عورتوں یا گھر کی کھاتی پیتی عورتوں والا پردہ کر۔ اسی طرح اگر وہ بھی اپنی ضرورتوں کے مطابق کرتی ہیں تو کر لیں۔ لیکن ہم ان کو یہ سمجھاتے بھی رہتے ہیں۔ کہ دیکھو اس حد تک تم پردہ کرنا شروع کرو۔ لیکن

یہ بھی یاد رکھو

کہ پردہ اس سے زیادہ ہے۔ مثلاً یورپ اور امریکہ میں ہم یہ کہتے ہیں کہ مسلمان عورت اپنا گلا ڈھانک لیا کرے۔ اسی طرح اپنا سر ڈھانک لیا کرے۔ لیکن ساتھ ہی ہم انہیں یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ کہ پردہ اس سے زیادہ ہے

.... لیکن

تمہارے حالات میں سر دست اس سے زیادہ ہم نہیں چاہتے۔ جب آہستہ آہستہ تمہاری تعداد میں زیادتی ہوتی جائیگی۔ اور عمرانی دباؤ تمہارے حق میں پیدا ہونا شروع ہو جائے گا۔ تو اس وقت ہم تم سے یہ خواہش کریں گے۔ کہ اپنے پردے کو بڑھاؤ۔ اور آہستہ آہستہ اس پردے تک پہنچ جاؤ جس کا

اسلام تم سے تقاضا کرتا ہے

اسی پردے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے (بد انتظامی ہو تو اور بات ہے) ہم نے عورتوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیمیں قادیان میں بھی دلوا دی تھیں۔ اور یہاں بھی دلوا دی ہیں۔ خود میری ایک بیوی ایم۔ اے ہے دوسری بی۔ اے کی تیاری کر رہی ہے۔ ایک میری لڑکی سیکنڈ ایر میں پڑھ رہی ہے۔ عورتیں

سکول اور کالج

میں پڑھاتی ہیں۔ اور اگر مرد پڑھانے کے لئے آتے ہیں۔ تو پس پردہ بیٹھ کے پڑھا دیتے ہیں۔ مجھ سے کئی لوگوں نے جب بات کی۔ اور ان کو بتایا گیا کہ ہمارے ہاں اس حد تک تعلیم ہے۔ تو وہ حیران ہو جاتے ہیں۔ زیادہ تر اعتراض ان کا یہی ہوتا ہے کہ پردہ کرنے سے عورتوں کی صحتیں خراب ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی تعلیم اچھی نہیں ہوتی۔ جب ہم بتاتے ہیں۔ کہ ہمارے ہاں

عورتوں کی تعلیم

بھی ہو رہی ہے۔ اور صحتیں بھی ان کی خراب نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہیں۔ تو اُن کے لئے یہ بات بڑی حیرت کا موجب ہوتی ہے۔ بہرحال پردہ ایک اسلامی حکم ہے اور اس کو تم نے پورا کرنا ہے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ امریکہ اور انگلستان اور جرمنی اور فرانس والے لوگ خدا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکموں کو پورا کریں گے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عیسائیت نے نہیں کرنی۔ پوپ نے نہیں کرنی۔ آرچ بشپ آف کنٹربری نے نہیں کرنی۔ مسلمان نے کرنی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ تم ایک دن میں اس میں تغیر پیدا کر لو۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں۔ کہ تم

نئی رسمیں نہ جاری کرو

جو پہلے بھی پردہ نہیں کرتی تھیں۔ اُن کو ہم آہستہ آہستہ ادھر لائیں گے۔ مگر جو پردہ کرتی تھیں۔ وجہ کیا ہے کہ وہ ایک دن میں پردہ سے باہر نکل آتی ہیں۔ ابھی دو مہینے کی بات ہوتی ہے کہ وہ عورت بڑا پردہ کرتی ہے۔ اس کی صحت بھی ٹھیک ہوتی ہے۔ اس کا سانس بھی کبھی نہیں رکا۔ دم بھی نہیں گھٹا۔ دمہ کا دورہ بھی نہیں ہوا۔ مگر دو مہینے کے بعد وہ یہی باتیں طوطے کی طرح دہرانا شروع کر دیتی ہے۔ کہ اس سے صحت خراب ہوتی ہے۔ اس میں یہ ہوتا ہے اس میں وہ ہوتا ہے تیری ماں کی صحت خراب نہیں ہوئی۔ تیری بہن کی نہیں ہوئی۔ تیری خالہ کی نہیں ہوئی تیری پھوپھی کی نہیں ہوئی۔ اب تک تیری نہیں ہوئی تھی۔ آج یکدم کیوں خراب ہونے لگی ہے۔ صرف اس لئے کہ اب تجھے ایسا آزاد خاوند مل گیا ہے۔ جو چاہتا ہے۔ کہ تو بھی آزاد پھرے۔

پس جو پہلے سے بے پردہ پھرتی ہیں ان کو تو بے شک روکنے میں وقت چاہیئے۔ اور

حکمت اور سہولت اور نرمی کے ساتھ

ہر ایک کام ہونا چاہیئے۔ مگر جو اسلام اور قرآن کو مانتے ہوئے پردہ چھوڑتی ہیں ان سے ہم پہلا مطالبہ یہ کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی عزت رکھنا تمہارے اختیار میں ہے۔ تمہیں پردہ میں جو دقتیں اور مشکلات نظر آتی ہیں۔ یا

اسلامی اصول کے خلاف

دکھائی دیتی ہیں۔ ان کے متعلق گفتگو کرو۔ بحثیں کرو۔ اور ایک نتیجہ پر پہنچ کر جو سختیں لوگوں نے پیدا کر لی ہیں۔ ان کو دور کرو۔ یہ بے شک تمہارا حق ہے اور تمہیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک دفعہ امرتسر یا لاہور کے سٹیشن پر پھر رہے تھے۔ اور حضرت اُم المومنین رضؓ کو ساتھ لیا ہوا تھا۔ مولوی عبد الکریم صاحب رضؓ احمدیت سے پہلے وہابی تھے پھر نیچری خیال کے ہوئے۔ سرسید کے بہت معتقد ہو گئے تھے۔ پھر احمدی تو ہوئے مگر ان کی طبیعت پر پُرانے خیالات کا اثر زیادہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہاں ٹہلتے ہوئے دیکھ کر انہیں خیال آیا۔ کہ اب خبر نہیں کیا ہو جائے گا۔ لوگ اعتراض کریں گے۔ اس زمانہ میں تو عورت کا باہر برقع میں نکلنا ہی عیب سمجھا جاتا تھا۔ بجائے یہ کہ وہ اپنے خاوند کے

ساتھ ٹہل رہی ہو۔ چنانچہ وہ گھبرائے ہوئے

حضرت خلیفہ اوّلؓ

کے پاس گئے۔ مجھے حضرت خلیفہ اوّلؓ نے یہ واقعہ خود سنایا تھا۔ کہنے لگے۔ مولوی عبد الکریم صاحب میرے پاس آئے اور آکے کہا۔ کہ کتنا ظلم ہو گیا ہے۔ اب کل دیکھئے سارے اخباروں میں شور پڑا ہُوا ہو گا۔ میں نے کہا کیا ظلم ہو گیا ہے۔ کہنے لگے دیکھئے مرزا صاحبؑ کو تو پتہ ہی نہیں۔ وُہ تو اپنے خیال میں محو رہتے ہیں کوئی مسئلہ ہی سوچ رہے ہونگے۔ یا کسی اور طرف متوجہ ہوں گے۔ اور دیکھئے ساتھ ساتھ بیوی صاحبہ کو لے کر ٹہل رہے ہیں۔ اب کیا ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ کہنے لگے آپ جائیے اور جا کر انکو سمجھائیے کہ حضورؑ کیا کر رہے ہیں۔ کل کو تمام دنیا میں شور پڑ جائے گا۔ کہنے لگے میں نے کہا۔ مولوی صاحب میں تو کہتا نہیں۔ اور نہ مجھ میں جرأت ہے۔ اور اگر کہہ لیں گے۔ تو آگے کونسی لوگوں نے ہماری عزت باقی رکھی ہوئی ہے۔ اور پھر اس میں حرج کیا ہے۔ اس پردہ پڑے

جوش میں آگئے

اور کہنے لگے آپ کو یہ خیال ہی نہیں ہے کہ کس طرح جماعت کی بدنامی ہوگی۔ اور پھر آپ غصہ سے گئے اور جا کر حضرت صاحبؑ سے کچھ کہا۔ آپؓ فرماتے تھے جب مولوی صاحب لوٹے۔ تو میں نے شکل دیکھ کے سمجھا کہ کوئی اچھی بڑی جھاڑ پڑی ہے۔ سر جھکا یا ہُوا تھا۔ اور خاموش چلے آ رہے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کے کہا۔ کہ مولوی صاحب کہہ آئے۔ کہنے لگے "ہاں کہہ آئے"۔ میں نے کہا پھر مرزا صاحبؑ نے کیا جواب دیا۔ (آپؓ فرماتے تھے میں دیکھ رہا تھا کہ جب انہوں نے بات کی تو حضرت صاحبؑ کھڑے ہوگئے۔ حضرت صاحبؑ کی عادت تھی کہ جس وقت کوئی بات قابلِ اعتراض یا قابلِ تشریح ہوتی تھی۔ تو کھڑے کھڑے زمین پر اپنی سوٹی رکھ کے اسے رگڑتے تھے۔ میں نے آپؑ کو سوٹی رگڑتے ہوئے دیکھا تھا جس سے میں سمجھ گیا کہ حضرت صاحبؑ نے جوش میں کوئی بات کی ہے۔ بہرحال جب میں نے پوچھا کہ کیا ہوا) کہنے لگے۔ جب میں نے کہا۔ تو مرزا صاحبؑ نے میری طرف منہ کرکے

دیکھا۔ اور کہا مولوی صاحب مخالف کیا لکھیں گے۔ کیا یہ کہ مرزا صاحبؑ اپنی بیوی کو جبکہ وہ برقعہ میں تھی۔ لیکر ٹہل رہے تھے۔ بس یہ کہکر آگے چل دیئے۔ آپؓ نے کہا۔ یہی میں آپ کو کہہ رہا تھا کہ آخر ہُؤا کیا۔ خاوند اپنی بیوی کو جو پردہ میں ہے لے کر ٹہل رہا ہے۔ اس میں قابلِ اعتراض بات کونسی ہے۔ تو کئی چیزیں ایسی تھیں۔ جن کو لوگوں نے بالکل تمسخر بنایا ہُوا تھا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دلی میں دیکھا ہے۔ کہ ارد گرد پردہ کرکے ڈولی آئی۔ پھر ڈولی کے گرد پردہ کیا۔ اور پھر عورت کو اندر بٹھایا۔ یہ ساری باتیں لغو ہیں۔ لیکن اس کا ردِ عمل یہ تو نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ تم اپنے باپ دادا کی سزا خدا کو دینا شروع کردو۔ تمہارے باپ دادوں نے تم پر ظلم کئے۔ تمہارے باپ دادوں نے تم کو قید کیا۔ تمہارے باپ دادوں نے تمہیں ایسی حالت میں رکھا۔ جو جانوروں سے بھی بدتر تھی۔ تمہیں چڑیا خانوں میں رکھا۔ لیکن کیا اس کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ تم خدا کے حکم کو رد کردو گی۔

یہ تو بالکل وہی بات ہے

جیسے کہتے ہیں کہ کوئی نمبردار کسی جلاہے کا برتن مانگ کر لے گیا۔ اور پھر اس نے وقت پر اس کو واپس نہ کیا۔ کچھ مدت انتظار کرنے کے بعد جلاہا نمبردار کے گھر گیا تاکہ اپنا برتن واپس لے۔ وہ گیا تو اتفاقاً اسی کے برتن میں (وہ کٹورہ تھا جسے پنجابی میں چھنا کہتے ہیں) وہ سالن ڈال کے کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کو آگ لگ گئی۔ پہلے تو یہی غصہ تھا۔ کہ اتنی دیر ہوگئی۔ اس نے برتن واپس نہیں کیا۔ اب اس برتن میں اسے سالن کھاتے دیکھ کر اسے اور غصہ چڑھا۔ اور کہنے لگا "اچھا نمبردار۔ یہی سہی۔ تو مجھ سے کٹورہ مانگ کر لایا تھا اور واپس نہ کیا بلکہ اس میں سالن ڈال کر کھا رہا ہے۔ اب میرا بھی نام بدل دینا اگر میں تم سے برتن مانگ کر نہ جاؤں اور اس میں غلاظت ڈال کر نہ کھاؤں۔ اپنی طرف سے اس نے سمجھا۔ کہ میں نے اس کو سزا دی ہے مگر اصل سزا خود اپنے نفس کو دی تھی۔ اسی طرح اگر تم بھی کرتی ہو۔ تو یہ

حماقت کی بات

ہے۔ تم اپنے باپ دادوں کو جو سزا دینی

ہے۔ دے لو۔ خدا تعالیٰ کو کیوں سزا دینا چاہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو حکم بھی دیا ہے۔ خیر والا دیا ہے۔ بہتری والا دیا ہے۔ اور اس کے نتائج یقیناً

بڑے بابرکت

ہیں لیکن جو تمہیں تمہارے باپ دادا نے دُکھ دیا تھا۔ اس کی جگہ پر تم یہ کر رہی ہو۔ کہ تم نے خدا تعالیٰ کے احکام کو توڑنا شروع کر دیا ہے۔

مَردوں کی ذمہ داریاں

فرمایا:۔ میں اس موقع پر خصوصیت کے ساتھ ان

مَردوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں

جو فوجی ہیں۔ فوجیوں میں سے پچاس فیصدی افسر ایسے ہیں۔ جن کی بیویوں نے پردہ چھوڑ رکھا ہے۔ اور جب ان کی بیویوں کو سمجھایا جائے۔ تو کہتی ہیں کیا کریں۔ ہمارے خاوند کہتے ہیں کہ اس کے بغیر ترقی نہیں ہوتی۔ جب تک تم مجلسوں میں نہیں آؤ گی۔ دعوتوں میں نہیں آؤ گی۔ ہمارے افسر ہمارے متعلق سمجھیں گے کہ یہ کوئی اچھا مہذب افسر نہیں ہے اور اس کی وجہ سے وہ ہم کو اعلیٰ ترقی نہیں دیں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک حد تک ایسا ہوتا بھی ہے۔ گو یہ بہت زیادہ مبالغہ ہے۔

میرے ایک عزیز

جو فوت ہوگئے ہیں۔ ریلوے کی تعلیم پا کر انگلینڈ سے آئے۔ تو میں نے ان کے لئے کوشش کی کہ وہ کہیں ملازم ہو جائیں اتفاق ایسا ہُوا۔ کہ ان کی نظر میں کچھ نقص نکلا جس کی وجہ سے گورنمنٹ ریلوے میں وہ نہیں آسکے۔

پھر ایک انگریز افسر جو بڑے عہدہ پر تھا۔ اس نے یہ دیکھ کر کہ یہ ولایت سے پڑھ کر آیا ہے۔ اس کو نقصان پہنچا ہے۔ وعدہ کیا کہ میں بنگال ریلوے میں جو اس وقت تک گورنمنٹ نے ابھی خریدی نہیں تھی۔ اسے ملازم کروا دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے سفارش لکھ کے بھیجی کہ اس کو وہاں نوکر رکھ لیا جائے۔ یہ وہاں گئے اور پھر واپس آگئے۔ میں نے پوچھا کیا ملازم ہو گئے ہو تو وہ کہنے لگے نہیں۔ میں نے وجہ پوچھی

تو کہنے لگے۔ وہاں جو ڈائریکٹر تھے وہ انٹرویو کے لئے بیٹھے تھے۔ انہوں نے جاتے ہی مجھ سے یہ سوال کیا کہ

تمہاری بیوی پردہ کرتی ہے

میں نے کہا میری تو شادی ہی نہیں ہوئی اور اگر ہوتی بھی تو میں اس سے پردہ کرتا۔ میں نے کہا تمہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اتنا کہہ دیتے کہ میری شادی نہیں ہوئی۔ کہنے لگے اس کے بعد امرتسر کا ایک شخص پیش ہُوا۔ (وہ ایک بڑا افسر ہو کے غالباً ابھی ریٹائر ہُوا ہے) اور ہنستا ہُوا واپس آیا۔ کہنے لگا دیکھو تم نے بے وقوفی کی تھی۔ میری بھی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ لیکن جب انہوں نے مجھ سے یہ سوال کیا۔ تو میں نے کہا ہاں صاحب۔ میری بیوی ہے اور وہ ٹینس کلب میں جا کے کھیلتی ہے اور ناچتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو فوراً رکھ لیا۔ اور ان کو رد کر دیا۔ میں نے کہا تمہاری تو بیوی ہے ہی کوئی نہیں۔ تم نے یہ کیا کیا۔ وہ کہنے لگا نہیں ہے تو کیا ہُوا۔ مجھے یہ تو حکم نہیں دے سکتے۔ کہ نوکری کے بعد اپنی بیوی کو ضرور بلاؤ۔ اور جب میری شادی ہو جائیگی۔ تو میں نے اس سے پردہ کروانا ہی نہیں۔

یہ شکایات زیادہ تر

فوجی افسروں کے متعلق

ہیں۔ ایک دن ایک عورت آتی ہے۔ یا اس کے رشتہ دار آتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ وہ خوب پردہ کرتی ہے۔ اور پھر وہ مہینے کے بعد وہی بے پردہ ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ تو ہم نے ایسا دیکھا ہے کہ شادی کے بعد دس دس پندرہ پندرہ سال فوج میں گذارے ہیں۔ اور پردہ ہُوا ہے۔ لیکن جب ترقی کا سوال آیا۔ کہ شاید اب کرنیلی سے اوپر بریگیڈیر ہو جائیں۔ تو پردہ چھوڑ دیا۔ گویا وہ بیوی کی بھیک سے بریگیڈیر بننا چاہتے ہیں۔ اسی طرح اور کئی چیزیں ہیں۔ میں مثال نہیں دیتا۔ ورنہ ان لوگوں کے نام ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ پکڑے جاتے ہیں۔ بہرحال ایسی ایسی باتیں دیکھی گئی ہیں۔ جو حیرت انگیز ہیں۔ اگر تو کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔ تو اس میں بھی کم سے کم کچھ وقار تو ہوتا ہے۔ مگر بیوی کو ان کی جھولی میں ڈال کر یا اپنی بھیک کے ٹھیکرے میں بیوی ڈال کر اپنی ترقی لینی یا اپنی عزت لینی بہت ہی

چھچھوری اور ذلیل بات ہے

یہ چیز ہے جس کی طرف میں خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ اور

حکومت کی توجہ کے لئے

امتناع پاسپورٹ ۔ ڈاک کی سنسر شپ

(۱)

قادیان کے کئی ایک معزز احمدیوں کو کرکٹ ٹیسٹ میچ کے موقعہ پر لاہور جانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی جبکہ بھارت کے ہر طبقہ کے لوگ بلا کسی روک ٹوک کے وہاں ۲۳ ہزار کی تعداد میں گئے تھے۔ چنانچہ ماہ فروری کی پریس کانفرنس کے موقعہ پر راقم (ایڈیٹر بدر) کے دریافت کرنے پر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور نے فرمایا۔ کہ آپ لوگوں کو ایک طرف کا ہو کر رہنا چاہیئے۔ میں نے اس کی وضاحت چاہی اور عرض کیا۔ کہ ہم حکومت سے ہر طرح تعاون کرتے ہیں اور بھارتی باشندے ہیں۔ کیا مراد یہ ہے کہ ہم اپنا مذہب ترک کر دیں یا پاکستان والے اقارب سے قطع تعلق کریں۔ اور مشرقی پاکستان کے ہندو سکھوں سے کیا آپ ایسا ہی سلوک پسند کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ کثرت سے پاکستان جاتے ہوں گے۔ میں نے گذارش کی۔ کہ مجھے تو پاسپورٹ ملا ہی نہیں۔ اس لئے میں ایک دفعہ بھی پاکستان نہیں جا سکا۔ میں انہی کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ جن کو پاسپورٹ نہیں ملا اس لئے کثرت آمد و رفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز جس کو پاسپورٹ ملتا ہے۔ وہ قانون کے اندر رہ کر وہاں جاتا ہے۔ ہم بھی انسان ہیں انسانی جذبات رکھتے ہیں۔ اپنے اقارب سے آٹھ سال سے جدا ہیں۔ اور پھر اس علاقہ میں راز بھی کون سے ہیں جن کے متعلق شبہ ہو گا کہ ہم ان کا افشاء کریں گے۔ جناب ڈی سی صاحب نے فرمایا کہ چین میں جو امریکن جاسوسی کرتے پکڑے گئے ہیں۔ بظاہر پہلے ان کے متعلق کوئی خیال نہیں آ سکتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اول تو ہم میں سے کسی پر بھی کوئی الزام نہیں آتا۔ لیکن اگر کوئی الزام ہو تو اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے تو حضرت امام جماعت احمدیہ کے صاحبزادہ صاحب محترم مرزا وسیم احمد صاحب کو پاسپورٹ دیدیا گیا کچھ عرصہ بعد پھر منسوخ کر دیا گیا۔ پھر گذشتہ سال ایک ماہ کے لئے دے دیا گیا۔ پھر روک دیا گیا۔ اور اب ان کے والد بزرگوار شدید بیمار ہیں۔ لیکن ملاقات کے لئے جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اسی طرح بعض اور کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا۔ اگر وہ مشتبہ ہیں تو کئی بار پاکستان جانے کی اجازت کیوں دی گئی تھی معلوم ہوا کہ یہ سب رپورٹیں بلاوجہ ہیں۔ اور جناب سوار پورن سنگھ صاحب ایس پی تو کہتے ہیں کہ میرے نزدیک آپ لوگوں میں سے کوئی بھی مشتبہ نہیں۔ اب جبکہ دونوں طرف بڑے سے بڑے لیڈر ایک دوسرے ملک میں جاتے ہیں۔ تو ہم پر پابندی مناسب نہیں۔ علاوہ ازیں اگر افشائے راز کا خطرہ ہے تو قادیان کے دیگر افراد کی کثیر تعداد کو پاسپورٹ ملے ہوئے ہیں۔ اور پھر زائرین قادیان آتے رہتے ہیں۔

پھر ۷ر اپریل کو جناب ڈی سی صاحب سے پریس کانفرنس کے موقعہ پر راقم نے دریافت کیا کہ اب پاکستانیوں کو امرتسر اور جالندھر ہاکی میچ کے تعلق میں آنے کی اجازت دی گئی ہے۔ کیا ہمیں اس دفعہ بھی لاہور جانے کا موقعہ دیا جائے گا یا نہیں۔ مشتبہ قرار دینے کی وجہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ کے صاحبزادہ صاحب محترم کو پاسپورٹ نہیں دیا جاتا تھا لیکن اب انہیں قریباً دو ہفتے کے لئے دے دیا گیا ہے۔ اگر ان کی سرگرمیاں حقیقتاً خلافِ ملک ہوتیں تو چند دن کے لئے بھی جانے کی اجازت نہ دی جاتی۔ اور اگر رازوں کے افشاء کا خیال ہے۔ تو جماعت احمدیہ کے سرکردہ افراد تو قادیان آتے ہی ہیں سو اگر کوئی ایسے راز ہوں تو وہ بھی لے جا سکتے ہیں۔ یہ تو محض شبہ ہے۔ اور اگر کوئی شبہ کی بات ہو تو ہمیں بتائی جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایسی بات ہر گز بتائی نہیں جا سکتی۔

ہم اس ناانصافی پر شدید احتجاج کرتے ہیں۔ اور حکام بالا سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ مساوات اور انصاف کے محافظ ہیں۔ ہم کسی قسم کی رعایت کے خواہاں نہیں صرف یہ چاہتے ہیں کہ جو مراعات ہر بھارتی باشندہ کو از روئے آئین حاصل ہیں ہمیں بھی حاصل ہونی چاہئیں۔ تعصب پسند اور کم ظرف رپورٹر کی جنبشِ قلم سے ہمارے حقوق تلف نہیں ہونے چاہئیں۔ ایسے شخص کو تو اس امر کا احساس نہیں کہ اس کی معاندانہ کارروائی سے ملک و ملت کو کیا نقصان پہنچتا ہے اور کس طرح ان کی بدنامی ہوتی ہے

یہ امر تو ثبوت طلب نہیں کہ فرقہ دارانہ تعصب کا گڑھ ۱۹۴۷ء میں پنجاب ہی تھا۔ اس لئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ اس وقت سے سی آئی ڈی نے ہمارے خلاف کچھ نہ لکھا ہو۔ لیکن وہ ہمارے طومار ان کے اپنے تعصب کی عکاسی کرنے والے ہوں۔ ان دنوں تو یہ حال تھا۔ کہ اگر فون میں السلام علیکم کہدیا جاتا تھا۔ تو جھٹ سی آئی ڈی دریافت کرنے آتی تھی۔ کہ اس سے کیا مراد ہے۔ مکرم صاحبزادہ حکیم عبد الوہاب صاحب نے اپنے اکلوتے بیمار بچہ کے متعلق لاہور فون پر اپنی بیگم صاحبہ کو پیغام دینے کے لئے کہا کہ بچہ کو کیلے کھلائے جائیں۔ تو سی آئی ڈی یہ دریافت کرنے آئی۔ کہ کیلے سے کیا مراد ہے۔ ان حالات میں یہ سمجھنا کہ محض سی آئی ڈی کے محکمہ میں آ جانے سے تعصبات یک قلم کافور ہو جاتے ہیں سخت غلط فہمی ہے، بلکہ اس کا اظہار ہمیشہ ایسے لوگ کرتے آئے ہیں حضرت حاجی محمد دین صاحب ایک بوڑھے بزرگ ہیں پاسپورٹ پر کئی دفعہ پاکستان گئے۔ لیکن اب بلاوجہ ان کا پاسپورٹ روک لیا گیا ہے اور اس کی تجدید نہیں کی جاتی۔ بھلا اس بوڑھے بزرگ نے جن کی ساری عمر ایک گوشہ میں گذر گئی اور جن کا کام اب بھی صرف نماز روزہ ہی ہے کون سے راز افشاء کرنے ہیں یہ تو محض عذر بنا لیا گیا ہے۔

(۲)

آٹھ سال سے ہماری ڈاک سنسر کی جا رہی ہے۔ عملاً خلافِ قانون کوئی بات برآمد نہیں ہوئی۔ سنسر کرنے والا عملہ ایسا دیانتدار ثابت ہوا ہے۔ کہ اگر کسی نے غلطی سے لفافہ میں روپے ڈال دیئے تو اس نے نکال لئے۔ چنانچہ اسی طرح خود میرے سولہ روپے نکال لئے گئے تھے۔ کیا ایسے دیانتدار عملہ سے یہ توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ دیانت پر مبنی صحیح رپورٹ حکام بالا تک پہنچائیں گے۔ خیر یہ امر تو الگ رہا۔ ہم یہ گذارش کرتے ہیں۔ کہ حکومت شوق سے ہماری ڈاک سنسر کرے۔ اسے حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ امنِ عامہ کی خاطر ہر طرح چوکس رہے۔ لیکن چاہیئے کہ سنسر کرنے کے بعد ڈاک پر سنسر شپ کا لیبل لگا دے تاکہ ہر کس و ناکس کو علم ہو کہ ان کی ڈاک سنسر کی جاتی ہے۔ ورنہ بعض اوقات ڈاک میں سے چٹھیاں ادھر ادھر کر دی گئی ہیں۔ اور پھر پوچھنے پر بھی صحیح علم نہیں دیا جاتا کچھ عرصہ ایک ملفوف مکتوب اہلیہ کو نہ پہنچا پہلے تو لمبے عرصہ تک محکمہ ڈاک نے کہا کہ بھیجد یا گیا ہے۔ پہنچ گیا ہو گا بالآخر مکتوب اہلیہ اور اس کے ڈاکخانہ نے کہا کہ نہیں پہنچا۔ تب محکمہ ڈاک مجبور ہوا کہ ہرجانہ دے۔ لیکن ہرجانہ کے مطالبہ پر سچ بولنا پڑا اور جواب دیا کہ وہ چٹھی سی آئی ڈی نے لے لی تھی۔ حالانکہ یہ بات بلا خط و کتابت کے بغیر اعتماد میں کم از کم ملاحظہ کر کے بتا دینی چاہیئے تھی۔ چند دن قبل حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کو ان کے ایک بیٹے کی طرف سے ملفوف آیا۔ اس پر قادیان کے ڈاکخانہ کی ۴ر اپریل کی مہر ثبت ہے۔ لیکن چونکہ وہ اس دن نہیں دیا گیا بلکہ روک لیا گیا۔ غلطی سے اگلے روز یعنی ۵ر اپریل کی مہر بھی اس پر ثبت کر دی گئی۔ حکومت بے شک ڈاک سنسر کرائے اگر اسے اس کا حق ہے تو اسے اس امر کو مخفی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں۔ گو ہم یہ بھی گذارش کریں گے۔ کہ جب آٹھ سال سے ہماری ڈاک سنسر کی جا رہی ہے۔ حالانکہ کوئی بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ تو یہ امر حکومت کی شان کے شایاں نہیں۔

اعلان منسوخی وصایا

مندرجہ ذیل وصایا چھ ماہ سے زائد بقایا دار ہونے کی وجہ سے مجلس کارپرداز نے اپنے فیصلہ ۳۸/ ۵/۴/۵۵ میں منسوخ کر دی ہیں۔ اب مطابق تمہید حصہ دوم رایدہ اللہ تعالیٰ ان سے کسی قسم کا چندہ نہیں لیا جائے گا (بقایا دار دیگر موصیوں کے کیس زیر کارروائی ہیں مناسب ہو گا کہ موصی احباب دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے وعدہ حصہ کو پورا کریں اور ادائیگی بقایا کے متعلق فوری طور پر معین وعدہ فرمائیں۔ ایسے موصی احباب کے معاملات بھی زیر غور ہیں کہ جو اپنی آمد صحیح طور پر نہیں بتلاتے)

۱۔ قریشی سعید احمد صاحب نمبر ۶۲۳۹
۲۔ ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب نمبر ۸۹۶۹
۳۔ عبد القدیر صاحب شیخ نمبر ۱۲۱۹۷
۴۔ جمیل احمد صاحب امروہی نمبر ۱۳۱۵۵ الف

خاکسار
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

دعائے مغفرت

جناب ایم احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پینگاڈی مالابار مورخہ ۲ر اپریل کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر اپنے حقیقی مالک سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت ہی مخلص اور مالابار کے پرانے احمدی دوستوں میں سے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے نیز انکے پسماندگان کو صبر جمیل بخشے خاکسار عبد الرحیم ولد مولوی عبد اللہ

شذرات

پردہ اور تعلیم
آجکل مغرب کی کورانہ تقلید کا نتیجہ

یہ مسلمان اسلامی پردہ کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ ان ممالک کی جنسی بے راہ روی کے خطرناک نتائج سے جو روز روشن کی طرح ظاہر ہیں بے اعتنائی ہوتی جاتی ہے۔ وہاں کے متقی اور سمجھ دار لوگ اس بے پردگی کے خطرناک نتائج سے نالاں ہیں۔ لیکن ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اسے ترقی پسندی تصور کیا جاتا ہے۔ طرفہ تر یہ کہ اسلام کا دعویٰ پھر بھی بدستور قائم رہتا ہے۔ عنوان بالا کے تحت "سچی باتوں" میں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی تحریر فرماتے ہیں:—

"لاہور کے ایک انگریزی روزنامہ میں ایک مراسلہ ہے۔

ربوہ میں پچھلے دنوں جو سالانہ لیڈیز کانفرنس ہوئی اُن میں پانچ ایم ہونے والیوں میں سے چار ایم۔ اے کی ڈگریاں رکھتی تھیں اور ایک ان میں سے پی۔ ایچ۔ ڈی بھی تھیں۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ پانچوں پردہ نشین خاتونیں تھیں۔ اور اپنی شروع تعلیم سے برابر پردہ ہی میں رہا کرتی ہیں۔

ربوہ والوں اور احمدیوں کے عقائد جیسے بھی ہوں یہاں اس سے بحث نہیں۔ کام کی بات یہ ہے کہ "تعلیم" اور "بے پردگی" کو جو لازم و ملزوم سمجھ لیا گیا ہے۔ اور علانیہ کہا جانے لگا ہے کہ پردہ کے ساتھ تعلیم محالات سے ہے تو اس دلیل کے عملی جواب کی ایک زندہ مثال تو یہ ہاتھ آ ہی گئی ہے۔

تعلیم کا جو مفہوم اس وقت چلا ہوا ہے۔ اس کے لحاظ سے تعلیم ہی شریعت اسلام میں کب مقصود و مطلوب ہے۔ لیکن بہرحال جیسی بھی ہے، ادب۔ زبان۔ تاریخ جغرافیہ۔ ریاضی۔ منطق۔ فلسفہ۔ فزکس۔ کیمسٹری وغیرہ بہ کثرت علوم۔ فنون، و صنائع ایسے ہیں۔ جو قانون حجاب کی پوری پابندی کے ساتھ سیکھے جا سکتے ہیں۔"

(صدق جدید لکھنؤ ۲۵ مارچ ۵۵ء)

سیکولر حکومت اور زبانیں

گورنر پنجاب نے ہوشیار پور میں سناتن دھرم سنسکرت ڈگری کالج میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"جب سے میں پنجاب آیا ہوں اس امر کی پوری کوشش کرتا رہا ہوں کہ پنجاب میں سنسکرت کی ترقی ہو۔ اگرچہ پنجاب میں سنسکرت کی ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن میری اس سے تسلی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔ پنجاب سرکار نے کوروکشیتر میں سنسکرت یونیورسٹی قائم کرنے کا پہلے ہی فیصلہ کر لیا ہے۔ وہاں انتظام دیکھنے کے لئے دو اپریل کو جاؤں گا۔" (پرتاپ ۳۱ مارچ ۵۵ء)

سرکاری زبان ہندی ہے۔ اس کے علاوہ کئی علاقائی زبانیں ہیں۔ نہ معلوم سنسکرت جیسی زبان سے یہ ترجیحی سلوک کیوں کیا جا رہا ہے جو نہ صرف بھارت بلکہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی نہیں بولی جاتی۔ بلکہ ایک مردہ زبان ہے چنانچہ محبت کے اظہار اور اس کے احیاء کے لئے حکومت کی پشت پناہی کے باوجود اس زبان میں ایک بھی اخبار جاری نہیں۔ اس لئے سیکولر حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن ایک طرف یہ سلوک ہے دوسری طرف اُردو کو علاقائی زبان تسلیم کیا جا چکا ہے لیکن کسی علاقہ میں بھی اسے اپنی زبان تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بھارت کے دارالحکومت دہلی تک میں اس سے بدترین سلوک کیا جا رہا ہے۔ میونسپلٹی سے حرف غلط کی طرح مٹایا جا رہا ہے۔ صدر جمہوریہ نے اردو کے بارہ میں میمورنڈم پیش ہونے پر ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ چونکہ یہ طریق کار سیکولرازم کی روح کے منافی ہے۔ اس لئے ہم حکومت کو جو آئین کی روح کی محافظ ہے توجہ دلاتے ہیں تا زبان کے معاملہ میں انصاف ہو۔

آریہ سماج کی کہانی ان کی اپنی زبانی

ہفت وار "آریہ وِیر" جالندھر ۲۴ مارچ ۵۵ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں:—

"جوں جوں آریہ سماج طاقت اور ہر دلعزیزی پکڑتا گیا۔ آریہ سماج میں مہاتما ہنسراج سوامی شردھانند اور لالہ لاجپت رائے کی بجائے ایسے تعلیمی ماہروں۔ وکیلوں اور دیگر پیشہ وروں نے لے لی کہ جو اسے اپنے پیشہ کو چلانے کو یا آریہ سماج کے اثر و رسوخ کو استعمال "جاتشہ جی" یا "لائق ممبر جی" یا "یونیورسٹی کے آریہ سماجی نیتا" کہلاتے ہوئے دھوکے کی ٹٹی میں شکار کھیلنے لگے اور آریہ سماجی بھائیوں سے عزت پر سستے لیتے ہوئے بھی اور آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر مہاتما ہنسراج جی و دیگر آریہ نیتاؤں سے خراج تحسین سنتے ہوئے بھی پورے دمبھ و مکاری سے کام لیتے ہوئے انہوں نے اپنی اندر کی آنکھ نہ تو دھرم پر رکھی اور نہ ہی آریہ جیون پر۔ بلکہ آریہ سماج کے ذریعہ پبلک رسوخ حاصل کر کے انہوں نے خوب دھن اکٹھا کیا اور دھرم دھن کی ہنڈیا چوراہے میں پھوڑ دی۔ جو لوگ ان کی اندرونی زندگی اور دنیاوی حرص و ہوا کے نزدیک آئے وہ انہیں دل ہی دل میں کوستے تھے۔ مگر ان چالاک اور گندم نما جو فروش نیتاؤں نے ایسا جال پھیلایا کہ ہر طرف سے آریہ سماج میں بیچارے دھرم کو ٹھکرا کر رکھ دیا۔ سنستھاؤں کے ذریعے اگر سرتہی والوں نے دھرم کی کتابیں نہیں یونیورسٹی کے ذریعے لوٹ مچانے والی کتابیں لکھ کر ہزاروں روپے اکٹھے کرنے شروع کر دیئے۔ لائف ممبر تو بنے تھے اس اعلان سے کہ وہ اپنے جیون کا ہر کشن دھرم کے اوپن کریں گے مگر سنستھاؤں میں دھرم کہاں تھا کی شوبھتا کے کارن ان کا بہت سا وقت آپس میں لڑنے میں گزرتا تھا۔ اور باقیماندہ کتابیں لکھ کر روپیہ بٹورنے میں اور کبھی کبھی دوسروں سے کتابیں لکھوا کر اپنا غلط نام دے کر دھن اکٹھا کرنے میں۔۔۔۔۔۔۔ ان حرص و ہوا کے بے لگام گھوڑوں نے آریہ سماج کے میدان میں وہ دوڑ شروع کر دی۔ کہ جس نے آریہ سماج کے نیتاؤں کے لئے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کر دی ہے۔" (ص ۳)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے نصف صدی قبل جو فرمایا تھا صحیح ثابت ہوا۔ آپ نے آریہ سماج کے متعلق تحریر فرمایا تھا:—

"ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھو گے کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۵ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

فرقہ پرستی کی انوکھی تعریف

مہاشہ پرتاپ سنگھ بی۔ اے نے بھٹنڈہ کوٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"آریہ سماج فرقہ پرستی کا جانی دشمن ہے۔ کیونکہ ہم ویدک دھرم کے ماننے والے ہیں۔۔۔ فرقہ پرستی کا پرچار مذہبوں کے ماننے والے کرتے ہیں جو اپنے مذہب کو دوسرے سے برتر سمجھتے ہیں۔" (پرتاپ ۳۱ مارچ ۵۵ء)

یعنی اپنے مذہب کو دوسرے سے برتر سمجھنا فرقہ پرستی ہے جس سے آریہ سماج بری ہے۔ یعنی معلوم ہو گیا کہ آریہ سماج اپنے مذہب کو دوسروں سے برتر نہیں سمجھتی۔

لیکن یہ تو بتایا جائے کہ وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے پیچھے لٹھ لے کر کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ جبکہ آریہ سماج کے مذہب اسلام اور عیسائیت سے برتر نہیں۔ نیز یہ بھی اعلان ہوتا رہتا ہے کہ بہترین چیز جو پنڈت دیانند جی نے دی ہے۔ وہ شدھی ہے۔ جب ان کا مذہب دوسروں سے برتر نہیں تو وہ کیا بتا کر شدھی کرتے ہیں۔ یا تو مان لینا چاہیئے کہ فرقہ پرستی کے پرچار کی خاطر شدھی کی جاتی ہے یا سیاسی فائدہ کے حصول کی خاطر۔ فرقہ پرستی کی یہ انوکھی تعریف ہے۔ کوئی مذہب جب تک اپنے تئیں برتر نہ کہے دوسروں کو اپنی طرف بلا نہیں سکتا۔ چنانچہ پنڈت دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں تمام مذاہب پر شدید حملے کئے ہیں اور اس کتاب سے ان کا مقصد یہی تھا کہ ان مذاہب سے ان کے پیرو متنفر ہو کر آریہ سماج میں داخل ہو جائیں۔ کیونکہ ان مذاہب کے متعلق ستیارتھ پرکاش میں بیان کردہ اغلاط و نقائص سے مذہب آریہ سماج پاک اور مبرا ہے۔ اس لئے ان سے برتر اور قابل تعریف ہونے کے باعث قبول کیا جانے کے لائق ہے۔ پھر یہ کہنا کہ دیگر مذاہب سے اپنے مذہب کو برتر کہنا فرقہ پرستی ہے جس سے آریہ سماج والے بری ہیں صداقت پر مبنی نہیں۔

امتناع گئو کشی۔ یوپی اسمبلی اور پنڈت نہرو

یوپی اسمبلی میں امتناع گاؤ کشی کا بل جو ۸ اپریل کو وزیر زراعت کی طرف سے پیش کر دیا گیا جس کی رو سے گائے کا گوشت کاٹنے والے کو ایک سال قید یا دو سو روپیہ جرمانہ اور فروخت کرنے والے کو دو سال قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ غیر منافع بخش گایوں کی حفاظت کیلئے بھی اقدام کیا جائیگا۔ مقامی حکام انکے لئے گئو سدن قائم کرنے کے ذمہ دار ہونگے اور انکے لئے ٹیکس لگانے کے بھی مجاز ہونگے

کیمپ بندہ پارلیمنٹ میں امتناع گاؤ کشی کا بل پیش ہونے پر وزیراعظم پنڈت نہرو نے ایسی تحریک کو نادانی پر محمول قرار دیا اور کہا کہ میں وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہونے کو تیار رہوں لیکن اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ اس سارے بھارت کی نمائندہ پارلیمنٹ نے اس بل کو رد کر دیا ہے اسلئے مناسب نہیں کہ صوبائی اسمبلیاں اس پر طبع آزمائی کریں حقیقت یہ ہے کہ یورپ میں گائے کاٹی بھی جاتی ہے پھر بھی وہاں دودھ اور مکھن کی سپلائی یہاں کی نسبت بیسیوں گنے زیادہ ہے۔ یہ تو اسکا اقتصادی پہلو ہے۔ اگر مذہبی جذبات کی رُو سے امتناع گاؤ کشی ضروری ہے تو پھر بھی اسمبلی یا پارلیمنٹ اس بارہ میں کوئی قانون وضع کرنیکا مجاز نہیں۔ اگر سیکولرازم کے حامی ایسے قانون بنانا چاہیں تو ان کو چاہیئے کہ دیگر مذاہب کے پیروؤں سے بھی

بجوئیں، مستعد اب کریں اور بعض اصولوں یہاں کے جذبات کا بھی خیال رکھا جائے۔ مثلاً کسی مذہب کے بانی کی توہین قابل تعزیر قرار دی جائے۔ کیونکہ اس سے امن عامہ میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ یہ

قرآن مجید کے جرمن ترجمہ پر جرمنی کے ایک رسالہ کا تبصرہ

اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی مساعی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے

جماعت احمدیہ نے قرآن مجید کا جرمنی زبان میں جو ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس پر ایک جرمن رسالہ "Fier Arbeit und Besinnung shift gest" مورخہ ۲۵/۱ نے تبصرہ کیا ہے جس کا خلاصہ افادہ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:
(نائب وکیل تالیف و تصنیف ربوہ)

انیسویں صدی میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس جماعت نے حال ہی میں قرآن کریم کا ترجمہ جرمن زبان میں شائع کیا ہے۔ اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک اسلامی جماعت نے خود اپنے زیر اہتمام شائع کیا ہے۔ اور جرمن ترجمہ کے ساتھ عربی متن بھی دیا گیا ہے۔ احمدیہ جماعت کی بنیاد (حضرت) میرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ۱۸۸۹ء میں رکھی۔ جو ۱۸۳۵ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے دعوےٰ کیا کہ وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر بطور مسیح اور مہدی ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے۔ اور ۱۹۱۴ء سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جماعت کے دوسرے خلیفہ اور امام ہیں۔ اس ترجمہ قرآن کریم کا دیباچہ انہی کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اس دیباچہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ اسلام سے پہلے مذاہب وقتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آئے تھے۔ لیکن حضرت نبی کریم اور اسلام کے ذریعہ مذہب کی تکمیل ہوئی۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے آئے تھے۔ گو ان کے حواریوں نے بعد میں دوسروں کو تبلیغ کرنی بھی شروع کی۔ لیکن حضرت مسیح کا یہ مشن نہ تھا۔ کیونکہ متی ۱۰/۲۳ میں صاف لکھا ہے

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے جب تک کہ ابن آدم نہ آئے گا"

پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعہ اسلام سے پہلے قائم شدہ مذاہب کے اختلافات کو دور کیا گیا۔ جو وقتی اور قومی تعلیموں کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے پس گذشتہ مذاہب کا اختلاف اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ دنیا کو متحد کرنے والی آخری تعلیم کے راستہ میں روک نہیں۔ قرآن کا وجود ہی ایک ایسی عالمگیر اور کامل تعلیم کا متقاضی ہے۔

عہد نامہ قدیم انسانی ضروریات کو مکمل طور پر پورا کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ اس میں تناقضات اور اختلافات موجود ہیں۔ اور اس میں مصنف نے اپنے خیالات کو بھی درج کر دیا ہے۔ پھر عہد نامہ قدیم میں ظالمانہ احکام موجود ہیں۔ غلاموں کے لئے سخت اور انسانی سزا احکام درج ہیں۔ چنانچہ خروج ۲۱/۲۰-۲۱ میں لکھا ہے۔

"اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے۔ اور وہ مار کھاتی ہوئی مر جائے تو اسے سزا دی جائے۔ لیکن اگر وہ ایک دن یا دو دن جئے تو اسے سزا نہ دی جائے۔ اس لئے کہ وہ اس کا مال ہے"

اس تعلیم میں غلاموں کے لئے کتنی سختی ہے پھر بائیبل میں خلافِ عقل تعلیم بھی موجود ہے۔ چنانچہ احبار باب ۲۰ آیت ۲۷ میں لکھا ہے

"مرد یا عورت جس کا یار دیو ہے یا جادوگر ہے۔ تو وہ قتل کئے جاویں۔ چاہیے کہ تم ان پر پتھراؤ کرو۔ اور ان کا خون انہیں پر ہو وے"

یہ کیسی تعلیم ہے۔ سب اختلافات ظالمانہ اور خلافِ عقل تعلیمات قرآن کریم کی ضرورت پر دلالت کرتی ہیں۔

عہد نامہ جدید یعنے اناجیل مسیح کے اقوال پر مشتمل نہیں۔ کیونکہ مسیح اور ان کے حواری یہودی النسل تھے۔ اس لئے اگر مسیح کا کوئی قول محفوظ ہو سکتا ہے۔ تو عبرانی زبان میں لیکن انجیل کا کوئی نسخہ عبرانی زبان میں محفوظ نہیں۔ بلکہ تمام اناجیل یونانی زبان میں ہیں۔ اناجیل کے اندر بھی اختلافات اور توہمات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً مرقس ۱/۱۲-۱۳ میں لکھا ہے۔

"اور روح اسے فی الفور بیابان میں لے گئی۔ اور وہ وہاں بیابان میں چالیس دن تک رہ کے شیطان سے آزمایا گیا اور جنگل کے جانوروں کے ساتھ رہتا تھا اور فرشتے اس کی خدمت کرتے تھے"

وہ انسان جو حضرت مسیح کی عظمت اور ان کے مقام کا قائل ہے۔ اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہے۔ کہ مقامات اناجیل میں بعد میں داخل کئے گئے ہیں۔ پھر مسیح نے اناجیل اپنے نہ ماننے والوں کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مثلاً انہیں سور اور کتے قرار دیا اور اپنی والدہ کا بھی لحاظ نہیں کیا۔ اور ان کی بے ادبی کی۔ یہ سب امور ہماری رائے میں بعد کے آنے والے لوگوں نے ایجاد کئے ہیں۔ جبکہ مسیح اس دنیا سے جا چکے تھے۔ ایک مصنوعی اور خیالی مسیح اس زمانہ کے نادان اور دین سے ناواقف لوگ بنا رہے تھے۔ ان سب امور کے پیش نظر خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک نئے الہام کی ضرورت تھی۔ جو اس قسم کی غلطیوں سے پاک ہو۔ اور بنی نوع انسان کو اعلےٰ اخلاق اور اعلیٰ روحانیت کی طرف لے جائے۔ وہ کتاب قرآن مجید ہے۔ قرآن کریم ایک مکمل اور عالمگیر شریعت ہے۔ جو کامل نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے وجود باجود سے معرضِ وجود میں آئی۔

بائیبل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کے بارہ میں متعدد پیشگوئیاں بھی موجود ہیں مثلاً خدا تعالےٰ کے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے جس طرح حضرت موسیٰ کے ذریعہ پورے ہوئے۔ اسی طرح حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے جو وعدے تھے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے پورے ہوئے۔ اسی طرح حبقوق، یسعیاہ اور دانیال کی پیشگوئیوں کے مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور استثناء ۱۸/۱۶-۲۰ کی پیشگوئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود میں نہ کہ مسیح کے وجود میں پوری ہوئی۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نئی شریعت کے حامل ہیں۔ اور مسیح کو کوئی شریعت نہیں دی گئی۔ اور پھر اس پیشگوئی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل تعلیم دی گئی۔

اسی طرح متی ۲۱/۴۲-۴۴ کی پیشگوئی کے مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آخر وہ کون تھا جس سے عیسائیت اور یہودیت ٹکرائی۔ اور پاش پاش ہو گئی۔ یہ سب امور دیباچہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

قرآن کریم خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ جو ۲۳ سال کے عرصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ حضرت مسیح خدا کے بیٹے نہیں۔ بلکہ دیگر انبیاء کی طرح ایک نبی تھے۔ اور وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اسلام اور قرآن کے ذریعہ ہی دین ایمان کی تکمیل ہو سکتی ہے عیسائی دنیا اس سوال کا کیا جواب دیگی۔ کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور نبی کریم کے ذریعہ دین کی تکمیل ہوئی۔ امام جماعت احمدیہ جس دیباچہ میں عیسائی دنیا کو مندرجہ ذیل الفاظ میں چیلنج کرتے ہیں:-

"اگر مسیحی پوپ یا اپنے آرچ بشپوں کو اس بات پر آمادہ کریں۔ کہ وہ میرے مقابل پر اپنے پر نازل ہونے والا تازہ کلام پیش کریں۔ جو خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم غیب پر مشتمل ہو۔ تو دنیا کو سچائی کے معلوم کرنے میں کس قدر سہولت ہو جائیگی"

امام جماعت احمدیہ اپنے آپ کو مصلح موعود مانتے ہیں۔ جن کی پیدائش کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی پیدائش سے پانچ سال قبل ۱۸۸۴ء میں دی تھی۔ وہ اپنے الہامات کو اسلام اور قرآن کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اور … ہوئے ہے کہ قرآن کے … ان پر کھولے گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ جہاد کی تعریف یہ نہیں کرتی۔ کہ … دجال مسیح اور مہدی کا فرض ہے … ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ صلیب سے زندہ اترے اور پھر مرہم عیسےٰ کے ذریعہ شفا پائی۔ اور بعد میں کشمیر گئے۔ اور سری نگر میں فوت ہوئے۔ ان کے نزدیک یہ بات غلط ہے۔ کہ قرآن کریم معجزات کا قائل نہیں۔ بلکہ قرآن کریم پورے یقین کے ساتھ … کا ذکر کرتا ہے۔ اور امام جماعت احمدیہ نے دیگر امور کے علاوہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کو بھی معجزات قرار دیا ہے۔ … قرآن کریم اس قسم کی جاہلانہ باتیں نہیں کہتا کہ … صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقی مردے زندہ کیا کرتے تھے سورج اور چاند کی رفتار کو ٹھہرا دیا کرتے تھے۔ یا کرایا کرتے تھے۔ یہ تو یوں کی کہانیاں ہیں۔ اور قرآن کریم نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منسوب کرتا ہے نہ کسی اور نبی کی ذات۔ بلکہ اگر کلام میں اس قسم کی باتیں استعمال ہوئی ہیں تو قرآن کریم ان کی تشریح کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ یہ باتیں محض استعارۃً استعمال ہوئی ہیں۔ اور … نے انہیں حقیقی رنگ دینے میں غلطی کی … مسیح کی الوہیت اور ان کی طرف خدائی … کو منسوب کرنے کا بھی جماعت احمدیہ نے رد … جماعت احمدیہ اس بات کو بھی پیش کر… حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے … دائرہ رسالت میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کی تعلیمات کے برعکس تمام دنیا کو … ان کی تعلیمات میں حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات اور عیسےٰ علیہ السلام کی نرمی اور بردباری اور … تعلیمات کامل طور پر موجود ہیں۔ … دشمن کو معاف کرنے اور اپنی زندگی کیلئے بالخصوص اور کامل شامل ہیں۔

(باقی صفحہ … پر)

ہجرت مسیح موعود علیہ السلام

اخبار بدر کے اجراء کے وقت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضور کے الہامات شائع کرنے میں اس وقت کے اخبار بدر کو سعادت حاصل ہوئی تھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ اب ان الہامات کی تشریح اور تفسیر اور احاطہ مقصد ادارہ صاحب نے اور شائع کرنے کا بدر پیش پیش رہے گا۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں آج کا مضمون محترم مولوی غلام احمد صاحب فاضل بدوملہی پروفیسر دینیات تعلیم الاسلام کالج

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کو اپنی ہجرت کر جانے کے متعلق ایک دفعہ عمومی رنگ میں ذکر فرمایا کہ "انبیاء کرام ہجرت کیا کرتے ہیں جیسے حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت لوط۔ حضرت ایوب۔ حضرت موسیٰ داؤد۔ ہود و صالح و عیسیٰ وغیرہم) ایک اور دفعہ اظہار فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر گیا ہوں جہاں کھجوریں بکثرت ہیں۔ تو میرا خیال یمامہ یا ہجر بستی کی طرف گیا کہ شائد ان بستیوں کی طرف ہجرت کرنا ہوگا۔ مگر جب ہجرت ہوئی۔ تو وہ یثرب بستی تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض نبوتیں جو خدا تعالیٰ اپنے رسول کو بتاتا ہے۔ وہ قبل از وقت معین نہیں ہو سکتی۔ البتہ جب وہ ظاہر ہوتی ہیں تو اُن کی تعیین نمایاں ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ بھی قرآن کریم بھی فرماتا ہے وقل الحمد للہ سیریکم آیاتہ فتعرفونہا (نمل آخر) جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نشان دکھاتا ہے گا۔ تو تم پہچانتے جاؤ گے۔ کہ یہ وہ نشان تھا جو پہلے بیان کر دیا گیا تھا۔ اور اب وہ ظاہر ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام بعض آیات قرآنی کو بعض واقعات پر چسپاں کرتے وقت فرمایا کرتے تھے۔ نزلت فی کذا و کذا کہ آیات فلاں فلاں واقعہ پر نازل ہوئیں۔ یعنی چسپاں ہوتی ہیں۔ ایسا ہی تاریخ و احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض پیشگوئیاں جو مکہ میں ظاہر کی گئیں۔ وہ جب مدینہ میں آکر پوری ہوئیں۔ تو صحابہ کرام نے ان پیشگوئیوں کو ظاہر کیا کہ یہ پیشگوئی اس امر کے لئے دعا فلاں وقت کی گئی تھی جیسا کہ حضرت عمرؓ جب اسلام لے آئے۔ تو حضرت خبابؓ نے فرمایا۔ کہ واللہ آج ہی صبح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی۔ کہ اے خدا مجھے دو عمروں میں سے ایک عمر دے دے۔ پھر جنگ بدر میں فتح ہوئی۔ اور بعض خاص دشمن اسلام سزا پا گئے۔ تو بعض صحابہ کرام نے کئی سال پہلے کی ایک دعا کا ذکر کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب کعبہ کے پاس نماز پڑھتے وقت عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی پھینکی۔ آنحضرت نے چند سرداران قریش کا نام لے کر بددعا کی۔ کہ اے خدا فلاں فلاں پر لعنت فرما میں نے ان کو بدر میں مقتول پایا (بخاری)

اسی انداز کی بنا پر میں اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند الہامات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت اور آپ کے موعود خلیفہ کی ہجرت از قادیان پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ صرف وہی الہامات ہوں گے جو شائع ہو کر انقلاب سے کئی سال پہلے دوست دشمن کو معلوم ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رؤیا اپنے نبی کے زمانے میں پورے ہوتے ہیں" اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے (تذکرہ ص ۵۱۵)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ہجرت کرنی پڑے گی۔ تو خلیفہ ثانی کے زمانہ میں کرنی پڑے گی۔ اور یہ بھی اشارہ ہے کہ خلیفہ ثانی کے زمانہ میں روحانی فتوحات کا عظیم الشان باب کھل جائے گا جیسے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہوا۔

چنانچہ ذیل کے الہامات قابل غور ہیں۔

(۱) یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ انہ کریم تمشی امامک و عادی من عادی (تذکرہ ص ۴۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مختلف متعدد الہامات میں موسیٰ کا خطاب دیا گیا ہے مگر اس الہام میں مندرجہ ذیل امور کا بھی اشارہ تھا۔

(الف) کہ آپ پر یعنی آپ کی جماعت پر کبھی کوئی ایسا وقت آنے والا ہے جیسا وقت کبھی موسیٰ کی زندگی میں بھی آیا تھا۔

(ب) وہ وقت ویسا ہی ہے جیسے کہ موسیٰ کو خدا نے کہا تھا کہ "تو میں تیرے آگے چلتا ہوں" (تذکرہ ص ۴۲۴)

چنانچہ ہم موسیٰ کی کتاب خروج کو دیکھتے ہیں۔ تو مندرجہ ذیل عبارت پاتے ہیں۔

"اور خداوند دن کو بدلی کے ستون میں تاکہ انہیں راہ بتائے اور رات کو آگ کے ستون میں ہو کے تاکہ انہیں روشنی بخشے۔ اُن کے آگے چلا جاتا تھا۔ تاکہ وہ رات دن چلے جائیں وہ بدلی کا ستون دن کو اور آگ کا ستون رات کو اُن لوگوں کے آگے سے ہرگز نہ اُٹھاتا تھا۔" (خروج $\frac{13}{21, 22}$)

پس خدا تعالیٰ کے اس الہام کی حقیقت ہم پر پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہجرت کی علامت فرمائی تھی اور قرینہ کے طور پر "تمشی امامک" فرما دیا۔ کہ وہ وقت ایسا وقت ہوگا جیسا کہ خدا تعالیٰ موسیٰ کے آگے آگے چلا تھا۔ چنانچہ بعینہ یہ الہام اپنے نزول کے ۴۵ سال بعد اس طرح پورا ہوا کہ اول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان سے تشریف لے گئے۔ اور پھر جماعت کے کثیر حصہ کو آپ کی متابعت میں قادیان سے جانا پڑا۔

(۲) "میں کسی اور جگہ ہوں اور قادیان کی طرف آنا چاہتا ہوں ایک دو آدمی ساتھ ہیں۔ کسی نے کہا راستہ بند ہے ایک بڑا بحر زخار چل رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ واقع میں کوئی دریا نہیں بلکہ ایک بڑا سمندر ہے۔ جیسے سانپ چلا کرتا ہے۔ ہم واپس چلے آئے کہ ابھی راستہ نہیں اور یہ راہ بڑا خطرناک ہے"۔ (تذکرہ ص ۴۲۴)

اس رؤیا سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(الف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی آپ کا جانشین) قادیان سے باہر ہیں۔

(ب) قادیان کو تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ آنا چاہتے ہیں۔

(ج) مگر بتایا جاتا ہے کہ راستہ بند ہے۔

(د) ایک بحر زخار ہے جیسے سانپ چلا کرتا ہے۔

(ہ) آپ واپس ہو گئے ہیں۔

(و) "ابھی راستہ نہیں" گویا پھر کسی وقت دوبارہ تشریف لانے کا ارادہ ہے اور اُس وقت راستہ ہو جانے کی امید ہے۔

یہ رؤیا کس صفائی سے پوری ہوئی۔ کہ تباہ کن آبادی کے نتیجہ میں دونوں طرف طبائع میں غصہ و ناراضگی تھی زائرین قادیان کی محبت کی وجہ سے قادیان کی زیارت کرنے والوں کے لئے روک تھی (سانپ خواب میں دشمن پر دولت کرتب سانپ کی طرح ہونے سے عداوت سے ... طریقے مراد ہیں۔ کہ کئی قسم کی ناراضگی کی پیچیدگیاں حائل ہیں۔ اس لئے قادیان کے زیارت کرنے والے کچھ وقت نہیں آسکے۔ البتہ بعد از اجازت بذریعہ پاسپورٹ) آجا سکیں گے۔

(۳) "دیکھا کہ میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں۔ اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اُٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکر کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے۔ اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے گاڑیوں رتھوں وغیرہ کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے۔ میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر اُن میں سے بے دل ہو گئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا کلا ان معی ربی سیھدین۔ اتنے میں میں بیدار ہو گیا اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے"۔ (تذکرہ ص ۵۲۶)

اس رؤیا کی صداقت بھی قادیان سے جانے والے لوگ یا جو اب قادیان میں ہیں مندرجہ ذیل حالات کی بنا پر خوب سمجھ سکتے ہیں۔

۱۵ اگست سے ۳۰ اکتوبر تک مسلسل بڑی بارشیں ہوئیں۔ دریاؤں میں سیلاب آئے۔ قادیان میں جل تھل ہو گیا۔ باہر کے محلہ جات میں ریتی چھلہ میں بڑی سڑک کے کناروں کے ساتھ ساتھ کچی سڑک میں کس قدر پانی تھا۔ ستمبر کے آخری دنوں میں دار الفضل و کالج کی درمیانی سڑک پر دار الشکر اور دار الرحمت کی سڑک پر گھٹنے گھٹنے تک پانی تھا۔ ارد گرد کی بستیوں سے کئی ہزار نفوس قادیان میں پناہ گزین تھے۔ باداوانے باغ میں پانی چڑھ گیا اور لوگ وہاں سے دوسرے محلہ جات میں منتقل ہو گئے تھے۔ اور پاکستان سے نواے نہ آنے کے باعث لوگ سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ مگر طبیعت سے تو کئی خدا تعالیٰ کے وعدوں پر صابر و شاکر بیٹھے تھے۔ و منتظر رہنے اور حقوق سے مخلصی پانے کے وعدوں پر یقین کئے ہوئے تھے۔

(۴) "لا یموت احد من رجالکم" فرمایا اس کے حقیقی معنی کہ تمہارے رجال میں کوئی نہ مرے گا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ موت تو انبیاء تک کو آتی ہے اور نہ قیامت کسی نے زندہ رہنا ہے شائد کوئی اور معنے ہوں" (تذکرہ ص ۴۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تشریحی فرمان سے اشارہ ہوتا ہے کہ کسی خاص معین عرصہ کے متعلق یہ اشارہ ہے کہ ان دنوں تمہارے مردوں میں سے کوئی نہ ہوگا۔ اور واقعات (باقی صفحہ پر)

کے لحاظ سے دیکھا جائے اور سیاق و سباق کو مدنظر رکھا جاوے تو یہ وقت ہجرت کا مراد ہو سکتا ہے۔ کہ ایام ہجرت میں خاندان کے مردوں میں سے کوئی فوت نہ ہوگا

۲۔ البتہ کوئی عورت فوت ہو سکتی ہے اور ہو گی سو آج آٹھ سال کے عرصہ تک یہ امر اس رنگ میں پورا ہوتا نظر آیا ہے۔ کہ ایام ہجرت میں خاندان کے مردوں کو خدا تعالیٰ نے دین کی خدمت کا موقعہ عطا کیا۔ البتہ کسی خاص مشیت کے ماتحت حضرت ام المومنین علیہا الصلوٰۃ والسلام کا سایہ جماعت سے اُٹھ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۵) تذکرہ صفحہ ۴۳۳ و صفحہ ۴۳۴ پر ایک رویا ہے جو ایام ہجرت میں حضرت خلیفہ ثانی کے وجود میں بعض واقعات کے رنگ میں پوری ہو چکی ہے۔ جس کی تفصیل میں جانا اس ملکی فضاء کے مناسب نہیں ہے۔

(۶) "میں نے مرزا خدا بخش کو دیکھا ہے کہ اُن کے کُرتے کے ایک دامن پر لہو کے داغ ہیں۔ اُن کے گریبان کے نزدیک بھی دیکھے ہیں میں اس وقت کہتا ہوں یہ ویسے ہی نشان ہیں جیسے کہ عبداللہ سنوری صاحب کو جو کُرتہ دیا گیا تھا اُس پر تھے۔" (تذکرہ صفحہ ۴۳۵)

نمبر ۶ میں بعض واقعات پورے ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ پر قاتلانہ حملہ کے نتیجے میں ایک نشان ظاہر ہوا۔ اُس کا ذکر میرے نزدیک اس رویاء میں ہے۔ مرزا خدا بخش حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا نام ہے۔ کیونکہ آپ کی قمیص و گریبان کے لہو والے نشانات کو حضور ایدہ اللہ نے اپنے سُرخ سیاہی والے نشانوں سے تشبیہ دی ہے یہاں پر وہ مرزا خدا بخش صاحب جو بعد میں جماعت سے علیحدہ ہو گئے، وہ مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ خدائی قدرت کے ظہور کا اعزاز اُن کو نہیں مل سکتا)

گویا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لباس پر خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان دیکھا اور بطور نشانی وہ لباس مولوی عبداللہ صاحب کو مل گیا۔ ویسے ہی آپ کے وجود کے جوہر کامل خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے لباس کو "خدا کی راہ" میں ایک اور طرح کا اعزاز بخشا جاوے گا۔ جو اپنی گوناگوں مصلحتوں اور حکمتوں کے ماتحت جلالی رنگ کے لحاظ سے ہوگا۔ اور نتیجہ اس کا بہرحال کئی رنگ کے لحاظ سے بابرکت ہوگا جیسے انبیاء کے دیگر زخم بہرحال بابرکت ہی ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کپڑوں پر خون کے داغوں کا ذکر ایک اور طرح کے الفاظ رویا "مجھے یہ علوم ہوا کہ تم جب باہر سے آیا اس کے قمیص پر خون کے داغ ہیں"۔ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ تو میں نے یہ الفاظ پروفیسر مولوی عبدالقادر صاحب بھاگلپوری۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب ایدہ اللہ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب سے بیان کئے۔ تو انہوں نے تصدیق کی کہ پہلے ایسا ہوا ہے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نے کہا کہ ملک غلام فرید صاحب نے یہاں ربوہ میں اس کا اظہار کیا ہے کہ انہوں نے بھی سُنا ہوا ہے۔

(۷) فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحر زخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا ہوا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو اُلٹا بہنے لگا۔ (تذکرہ صفحہ ۴۴۲)

(۸) "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں"۔ صفحہ ۴۶۶

(۹) "طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع"۔ تذکرہ صفحہ ۵۲۰۔

مدینہ کے باہر ایک موڑ تھا۔ جہاں تک باہر کے مسافروں کا استقبال کیا جاتا یا جہاں تک مسافروں کو الوداع کرنے کے لئے مدینہ کے لوگ آیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بچوں نے یہ مصرعے بلند آواز سے بار بار کہے تھے۔

طَلَعَ البدر علینا ۔ من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ۔ ما دعا للہ داع

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلا شعر الہام ہوا ہے۔ اس لئے سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ جب کبھی ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو خدا تعالیٰ قادیان لائے گا۔ تو قادیان کے درویش ڈلہ موڑ یا کوئی موڑ کسی سمت کا پر بہر استقبال جا کر یہ اشعار کہیں گے۔

(۱۰) "مردوں کو جتنے چاہو ساتھ لے جاؤ مگر عورتیں نہ جاویں"۔ (تذکرہ صفحہ ۵۴۴)

اس الہام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا کوئی سفر کسی ایسی جگہ ہو گا جس جگہ سے احمدی مردوں اور احمدی عورتوں کو یکساں عقیدت ہو گی۔ اور وہ وہاں ہی جانا چاہیں گے۔ مگر بعض حالات قومی یا ملکی ایسے ہوں گے کہ مردوں کو ساتھ جانا ہوگا۔ عورتیں نہ جائیں گی۔ وہ کسی دوسرے وقت کی منتظر ہونگی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔

۱۔ "میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہاں (ربوہ میں منتقل) آنا کوئی حادثہ نہیں ہے بلکہ خدا کی مقرر کردہ ایک سکیم کے ماتحت ہم یہاں لائے گئے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہزاروں سال پہلے سے خدا کی کتابوں میں ہمارے یہاں آنے کی خبر دی گئی تھی۔

۲۔ "اور جونکہ ان رویا میں ۔ حدیث ۔ تذکرہ (منقول) میں مسیح موعود کے خلیفہ کی نہیں بلکہ خود مسیح موعود کی ہجرت کی خبر دی گئی تھی۔ اس لئے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کا زمانہ میرے زمانہ تک ممتد کر دیا ہے"۔

۳۔ "پس ربوہ آسمانی نوشتوں کے مطابق مسیح کا دوسرا مسکن ہے"۔

"۴۔ خدائی سکیم کے ماتحت ہی ہم قادیان سے نکلے ہیں اور اسی نے ہمیں واپس قادیان لے جانا ہے پس ہم تو اپنے خدا کے اشاروں کو جانتے ہیں اور اسی کی سکیم پر عمل کر رہے ہیں (الفضل ۹ ؍جنوری ۱۹۵۵ء صفحہ ۴)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفرِ یورپ

گذشتہ سال شوریٰ کے موقعہ پر جماعت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ بحالیٔ صحت کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ یورپ تشریف لے جائیں اور احباب حضور کے ساتھ جانے والے عملہ کے اخراجات کے لئے روپیہ فراہم کریں گے۔ کچھ روپیہ جمع ہوا لیکن اس وقت معلوم نہیں تھا کہ حضور کب تشریف لے جائیں گے اسلئے یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ جتنے عرصہ میں روپیہ جمع کرنا ہے۔ لیکن اب جبکہ حضور سفر پر روانہ ہونے کیلئے کراچی پہنچ چکے ہیں۔ احباب کرام کو چاہیئے کہ اس مد میں زیادہ مقدار میں روپیہ تھوڑے سے تھوڑے عرصہ میں ادا کریں تاکہ پیارے امام کو کہ جن کی صحت و زندگی جماعت کو اپنی جان و مال ہر ایک سے کہیں بڑھ کر عزیز ہے سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

چنانچہ ماہ مارچ ۱۹۵۵ء میں مخلصین نے اس مد میں رقوم ارسال فرمائی ہیں۔ ان کے اسماء بغرض دعا شائع کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و اولاد میں برکت دے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمادے آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

۱۔ مکرم سیٹھ محمد شفیع صاحب لنگوں (رباط والے) کلکتہ ۵۰۰/- (۲) مکرم شفیع احمد صاحب بالا باری کلکتہ ۲۵/- (۳) مکرم پی عبدالرحیم صاحب ولد مولوی عبداللہ صاحب فاضل مبلغ کلکتہ ۲۵/- (۴) مکرم ذکی احمد صاحب کلکتہ ۱۰/- (۵) مکرم سید بدر الدین احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ ۱۰/- (۶) مکرم الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ ۱۰/- (۷) مکرم حافظ عبدالسلام صاحب کلکتہ ۱۰/- (۸) مکرمہ بیگم صاحبہ اہلیہ کریم صاحب کلکتہ ۵/- (۹) مکرم نذیر صاحب (سنٹرل ریڈ کراس) ۵/- (۱۰) مکرم پی محی الدین صاحب مالاباری کلکتہ ۵/- (۱۱) مکرم سیف الدین خالد کلکتہ ۳/- (۱۲) مکرم محمد شہاب الدین صاحب کلکتہ ۳/- (۱۳) مکرم پی عمر صاحب کلکتہ ۲/- (۱۴) مکرمہ بیگم صاحبہ مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ کلکتہ ۱/- (۱۵) مکرم نبیل احمد صاحب کلکتہ ۱/- (۱۶) مکرم ایس عبدالقیوم صاحب کلکتہ ۱/- (۱۷) مکرم سید محمود احمد صاحب کٹکی کلکتہ ۱/- (۱۸) مکرم محمد اسلم صاحب کلکتہ ۱/- (۱۹) مکرم سید محمد یونس صاحب سرو اڑیسہ ۲/- (۲۰) مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب سیکرٹری مال منجانب جماعت احمدیہ حیدر آباد ۱۰/- (۲۱) مکرم عبدالرحیم صاحب و عبدالحلیم صاحب دیو درگ ۱۰/- (۲۲) مکرم محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال منجانب جماعت احمدیہ کرڈاپی ۳/- (۲۳) مکرم سید سیف اللہ شاہ صاحب بیج بہاڑہ کشمیر ۵/- (۲۴) مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر کمپونڈر قادیان ۱۰/- (۲۵) مکرمہ استانی ربیعہ خانم صاحبہ ۵/- (۲۶) مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ قادیان ۵/- (۲۷) اہلیہ صاحبہ کمائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ۳/- (۲۸) مکرمہ مشیت خاتون صاحبہ قادیان ۲/- (۲۹) مکرمہ سامعۃ الرشید صاحبہ اہلیہ مستری محمد دین صاحب قادیان ۲/- (۳۰) مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ ماسٹر خواجہ ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر ۲/- (۳۱) مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ قادیان ۲/- (۳۲) بچگان کنیز فاطمہ صاحبہ قادیان ۲/- (۳۳) مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالقدیر صاحب قادیان ۱/- (۳۴) رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی محمد حفیظ صاحب ۱/- (۳۵) طاہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالکریم صاحب درویش (۳۶) بشیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام حسین صاحب قادیان ۱/- (۳۷) کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالرحیم صاحب مکانہ قادیان ۱/- (۳۸) فیروزاں بی بی صاحبہ اہلیہ میاں سراج الدین صاحب مؤذن قادیان ۱/- (۳۹) مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاضی عبدالحمید صاحب قادیان ۱/۶/- (۴۰) مکرمہ زینب بی بی صاحبہ ۱/- (۴۱) مکرمہ سردار بی بی صاحبہ ۱/- (۴۲) مکرمہ مختار بیگم صاحبہ ۱/- (۴۳) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ قادیان ۱/- (۴۴) مکرمہ ناصرہ خاتون صاحبہ قادیان ۱/- (۴۵) مکرمہ فضل بی بی صاحبہ قادیان ۱/- (۴۶) مکرمہ نسیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری فیض احمد صاحب قادیان ۱/- (۴۷) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ قادیان ۱/- (۴۸) مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ قادیان ۱/- (۴۹) مکرمہ خلیفہ بیگم صاحبہ قادیان ۱/- (۵۰) مکرمہ مشتری بیگم صاحبہ قادیان ۱/- (۵۱) مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر احمد صاحب حافظ آبادی قادیان ۱/- (۵۲) اللہ رکھی صاحبہ قادیان ۱/- (۵۳) بچگان امۃ الرحمٰن صاحبہ قادیان ۱/- (۵۴) بشیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ منظور احمد صاحب جیمہ قادیان ۱/- ۱۲۱/-

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جالندھر ۱۰ اپریل - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جالندھر شری آر۔ ایس تالواڑ نے آج سے دو ماہ کے لئے کسی بھی جلوس یا مظاہرہ میں پنجابی صوبہ اور مہا پنجاب کے حق میں یا خلاف نعرے لگانے اور نعرے لکھ کر دکھائے جانے کی ممانعت کر دی ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی حد بندی کے سلسلہ میں دعویٰ یا جوابی دعوے کے طور پر جلوس نکالنے اور مظاہرہ کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔ یہ حکم جالندھر میونسپل کمیٹی کی حدود تک لاگو ہوگا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ اس قسم کے نعرے لگائے جانے یا انہیں تحریری طور پر دکھائے جانے سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا خدشہ ہے۔ اس کا نتیجہ گڑبڑ یا تصادم بھی نکل سکتا ہے۔ لہٰذا احتیاطی اقدام کے طور پر ان نعروں کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اس سے پہلے ضلع گوردا سپور اور امرتسر میں بھی پابندیاں لگائی جا چکی ہیں۔

کراچی ۱۰ اپریل - پریس ٹرسٹ آف انڈیا کی اطلاع ہے کہ بھارت کے وزیر آبادکاری شری مہر چند کھنہ اور پاکستان کے وزیر داخلہ جنرل سکندر مرزا میں اس امر پر سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ اپنی اپنی حکومتوں کو سفارش کی جائے کہ وہ دونوں ملکوں میں آمد و رفت کے موجودہ پاسپورٹ اور ویزا سسٹم کو نرم کر دیں۔ جب اس سفارش پر عملدر آمد ہو جائے گا۔ تو بھارت اور پاکستان میں آمد و رفت کا کم و بیش وہی طریق کار رائج ہو جائے گا۔ جو کہ دنیا کے باقی ممالک میں رائج ہے۔ ان دونوں وزراء کی کل کی میٹنگ میں ہندی ہائی کمشنر بھی شامل ہوتے۔

کراچی ۱۰ اپریل - مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب جلدی اپنی وزارت کے ممبروں کے ناموں کا اعلان کر دیں گے۔ امید ہے کہ ملک فیروز خان نون اور سندھ کے وزیر اعلیٰ مسٹر کھوڑو وزارت میں شامل نہ ہوں گے۔ ان کے لئے مرکزی وزارت میں جگہ بنائی جائے گی۔ مغربی پاکستان کے ایک یونٹ بننے کے بعد مرکزی وزارت میں رد و بدل کی جائے گی۔

کراچی ۱۰ اپریل - وزیر اعظم مصر کرنل ناصر اور وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی میں آج بعد دوپہر بات چیت کا دوسرا دور شروع ہوا۔ کل شام دونوں لیڈروں میں ۳۵ منٹ تک بات چیت ہوئی تھی۔ جس میں دونوں میں باہمی دلچسپی کے معاملات پر گفتگو ہوئی۔ اور زیادہ تر مڈل ایسٹ کی حفاظت کے سلسلہ میں مغربی ممالک کی امداد و تعاون حاصل کرنے کا سوال زیر غور لایا گیا۔

واشنگٹن ۱۰ اپریل - روس نے فرانس اور برطانیہ کے ساتھ باہمی تعاون اور امداد کے معاہدے منسوخ کرنے کا جو اعلان کیا ہے امریکہ برطانیہ اور فرانس نے اسے افسوسناک قرار دیا ہے۔ تاہم امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ اس کے باوجود پیرس معاہدہ پر عملدرآمد ہوگا۔ اور مغربی جرمنی کی فوجوں کو مسلح کر کے انہیں یورپ کی فوجوں میں شامل کیا جائے گا۔ برطانیہ کا کہنا ہے کہ اس سے کوئی عملی مقاصد حاصل نہ ہو سکیں گے۔ امریکہ کے محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان مسٹر ہنری سائیڈام نے کہا۔ کہ روس کے اس اعلان میں کوئی نئی اور غیر متوقع بات نہیں ہے۔ اس لئے انہیں اس اعلان پر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ روس پہلے ہی دھمکی دے چکا تھا۔ کہ اگر ان ملکوں نے پیرس معاہدہ کی تصدیق کی تو وہ باہمی امداد اور تعاون کے معاہدے توڑ دے گا۔ برطانیہ کے ساتھ روس کا معاہدہ ۱۹۴۲ء میں اور فرانس کے ساتھ ۱۹۴۴ء میں ہوا تھا۔ ان کی رو سے جرمنی کی نئی جارحانہ کارروائی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

جرمنی کے ایک رسالہ کا تبصرہ بقیہ صفحہ ۹

حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ انہوں نے قرآنی مسیح یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کبھی نہیں لکھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی تھے۔ بلکہ جہاں جہاں انہوں نے مسیح پر تنقید کی ہے وہاں انجیل کے مسیح پر انجیل کی تعلیمات کے مطابق الزامات لگائے ہیں۔ جسے وہ دنیا کا نجات دہندہ اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اگر نجات مسیح کے دامن سے ہی وابستہ ہے۔ تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جو انبیاء اور راستباز لوگ مسیح سے پہلے گذرے۔ ان کی نجات کیسے ہوئی جبکہ وہ مسیح پر ایمان نہیں لائے تھے۔

اسلام اب عیسائیت کے خلاف زور سے حملہ آور ہے۔ اور احمدیت کے مرکز میں اس کی خوب تیاری ہو رہی ہے۔ اور یہ امر عیسائی دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں